وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

الحمد للہ کہ ماہ میلاد مبارک ربیع الاول سنہ ۱۳۳۱ھ میں نسخہ متبرکہ یعنی

مولود بے نظیر

مصنفۂ

علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی مدنی متوفی سنہ ۱۱۷۹ھ

مع ترجمہ اردو و حواشی

مولانا مولوی حاجی نور بخش ایم - اے - حنفی نقشبندی توکلی

جس میں

جناب سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح و مستند پیارے پیارے حالات مع نسب شریف و حلیہ مبارک نہایت دلکش پیرایہ میں درج ہیں۔

حسب فرمایش

مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب چشتی سلیمانی پلیڈر و سیکرٹری مجلس نعمانیہ ہند

یونین سٹیم پریس لاہور

باراول — تعداد جلد ۱۰۰۰ — قیمت چار آنے

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ - وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد بندہ عاصی نور بخش حنفی نقشبندی توکلی بخدمت ناظرین گذارش پرداز ہے کہ ایک روز یہ خاکسار جناب مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب چشتی سلیمانی پلیڈر و سیکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور کی خدمت میں حاضر تھا۔ اثنائے گفتگو میں مولود شریف کا ذکر آیا۔ تو خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ مولود برزنجی بوجہ جامعیت و صحت روایات خاص و عام میں مقبول اور حرمین شریفین میں معمول ہے تو اس کا اردو میں ترجمہ کردے تاکہ اصل مع ترجمہ اس ملک میں بھی شایع کیا جائے۔ میں اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت سمجھا کہ اس کار خیر کے لئے مجھ سے بے بضاعت فقیر سراپا تقصیر کو ارشاد ہوا۔ بعدازاں مولود مذکور کا ایک اردو ترجمہ بھی مولانا ممدوح کو دکھایا گیا جو ۱۳۱۵ھ میں مطبع رزاقی

کانپور میں چھپا تھا۔ مگر آپ نے اپنا پہلا حکم بحال رکھا۔ لہٰذا خاکسار نے اس مبارک کام کو

بتوفیق الٰہی گذشتہ ماہ رمضان مبارک میں کیا۔ میں نے ہر چند چاہا کہ حواشی کو طوالت نہ

دیجائے۔ مگر اس آقائے نامدار بابی ہو وامی کے پیارے پیارے حالات شوق میں میرے

قلم کو کشاں کشاں لے گئے جہاں تک کہ لے گئے۔ کیسے دلیر و گستاخ ہیں وہ لوگ

جو مجالس مولود شریف کو جن میں یہ حالات بیان ہوتے ہیں برا کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ

اپنے حبیب پاک کے طفیل اس ترجمے کو اصل کیطرح شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسکے

محرک مولانا ممدوح کو جو الدال علے الخیر کفاعلہ کے مصداق ہیں اجر جزیل دے۔ آمین ثم

آمین

نور بخش۔ ایم۔ اے

لاہور۔ ۱۲ ماہ شوال ۱۳۳۰ھ

اَلْجَنَّۃُ وَنَعِیْمُہَا سَعْدٌ لِمَنْ یُّصَلِّیْ وَیُسَلِّمُ وَیُبَارِکُ عَلَیْہِ

جنت اور اس کی نعمت اس شخص کو مبارک ہو جو جناب رسالت مآب پر درود و سلام اور برکت بھیجتا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَبْتَدِئُ الْاِمْلَآءَ بِاسْمِ الذَّاتِ الْعَلِیَّۃِ ○	میں بزرگ ذات کے نام سے لکھنا شروع کرتا ہوں اس حال میں
مُسْتَدِرًّا فَیْضَ الْبَرَکَاتِ عَلٰی مَا اَنَالَہٗ وَاَوْلَاہٗ ○	کہ ان نعمتوں پر جو اس نے دی ہیں اور عطا کی ہیں برکتوں کے
وَاُثْنِیْ بِحَمْدٍ مَوَارِدُہٗ سَآئِغَۃٌ ھَنِیَّۃٌ ○	فیض کا نزول طلب کرتا ہوں۔ اور ایسی حمد[1] سے ثنا کرتا ہوں
مُمْتَطِیًا مِنَ الشُّکْرِ الْجَمِیْلِ مَطَایَاہُ ○	کہ جس کے چشمے خوشگوار ہیں۔ حالانکہ میں شکر جمیل کی سواریوں پر
وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلَی النُّوْرِ الْمَوْصُوْفِ بِالتَّقَدُّمِ	سوار ہونے والا ہوں۔ اور میں درود و سلام بھیجتا ہوں اس نور
وَالْاَوَّلِیَّۃِ[2] ○ اَلْمُنْتَقِلِ فِی الْغُرَرِ الْکَرِیْمَۃِ وَالْجِبَاہِ ○	پر جو پہلے ہونے اور اول ہونے سے متصف ہے۔ اور پیشانیوں

---

[1] حمد کہتے ہیں تعظیم کے ارادے پر زبان سے ثنا کرنے کو خواہ وہ ثنا نعمت کے مقابلے میں ہو یا غیر نعمت کے۔ شکر وہ فعل ہے جس سے مقصود منعم کی تعظیم ہو اور وہ فعل نعمت کے مقابلے میں ہو خواہ زبان سے یا دل سے یا دیگر اعضا سے۔ پس حمد کا مورد زبان ہے اور اس کا متعلق نعمت و غیر نعمت ہے۔ اور شکر کا متعلق صرف نعمت ہے اور اس کا مورد زبان و دیگر اعضا ہیں۔ لہذا حمد متعلق کے لحاظ سے شکر سے اعم ہے اور مورد کے اعتبار سے اخص ہے۔ مختصر معانی۔

[2] حدیث اوّل ما خلق اللّٰہ نوری مشہور ہے۔ عبد الرزاق نے بالاسناد لکھا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اخبرنی عن اول شیٔ خلقہ اللّٰہ تعالٰی قبل الاشیاء یا رسول اللہ۔ مجھے خبر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کونسی شے پیدا کی، قال یا جابر ان اللّٰہ تعالٰی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الحدیث فرمایا اے جابر بتحقیق اللہ تعالیٰ نے سب اشیا سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا الحدیث۔ شرح ابن حجر المکی علی متن الہمزیہ فی مدح خیر البریہ للشیخ شرف الدین البوصیری محمد

وَاَسْتَمْنِحُ اللّٰهَ تَعَالیٰ رِضْوَانًا یَخُصُّ الْعِتْرَۃَ الطَّاھِرَۃَ النَّبَوِیَّۃَ ○ وَیَعُمُّ الصَّحَابَۃَ وَالْاَتْبَاعَ وَمَنْ وَالَاھُمْ ○ وَاَسْتَجْدِیْہِ ھِدَایَۃً لِسُلُوْكِ السُّبُلِ الْوَاضِحَۃِ الْجَلِیَّۃِ ○ وَحِفْظًا مِّنَ الْغَوَایَۃِ فِیْ خِطَطِ الْخَطَآءِ وَخُطَاھُ ○ وَاَنْشُرُ مِنْ قِصَّۃِ الْمَوْلِدِ النَّبَوِیِّ بُرُوْدًا حِسَانًا عَبْقَرِیَّۃً نَاظِمًا مِنَ النَّسَبِ الشَّرِیْفِ عِقْدًا تَحَلّٰی الْمَسَامِعُ بِحُلَاھُ ○ وَاَسْتَعِیْنُ بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہِ الْقَوِیَّۃِ ○ فَاِنَّہٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ○

عَطِّرِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْم
بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِّنْ صَلٰوۃٍ وَّتَسْلِیْم

کی شریف سپیدوں میں منتقل ہونے والا[1] ہے۔ اور میں اللہ تعالےٰ سے اس رضامندی کا طلبگار ہوں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اہلبیت سے خاص ہے۔ اور آپ کے صحابہ۔ اور پیروی کرنے والوں اور آپ سے محبت رکھنے والوں کو شامل ہے۔ اور میں اللہ سے کھلے ظاہر راستوں پر چلنے کی ہدایت اور خطا کی زمینوں اور خطا کے قدموں میں بہکنے سے حفاظت طلب کرتا ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کے ذکر کی خوبصورت عبقری[2] چادریں بچھاتا ہوں۔ حال یہ کہ میں آپ کے نسب شریف سے ایک موتیوں کی لڑی پرونے والا ہوں جس کے زیوروں سے کان آراستہ ہوں۔ اور اللہ کی طاقت اور زبردست قوت سے مدد چاہتا ہوں کیونکہ گناہ سے بچنے کی طاقت اور طاعت کی قوت مدد الہی کے سوا نہیں۔

الٰہی بعطر درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

[1] یعنی وہ نور جناب رسالتمآب کے اجداد کی بزرگ پیشانیوں میں بطور امانت رہا۔ اور ایک پیشانی سے دوسری پیشانی میں آپ کے والد تک اترتا چلا آیا۔

[2] عبقر ایک جگہ کا نام ہے جہاں جن بکثرت ہیں۔ چنانچہ زہیر بن ابی سلمی شاعر جاہلی سنان بن ابی حارثہ اور حارث بن عوف کی قوم کی تعریف میں لکھتا ہے بخیل علیہا جنۃ عبقریۃ۔ جدیرون یوما ان ینالوا فیستعلوا اہل عرب ہر ایک شے کو خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا کپڑا وغیرہ جس میں کمال درجے کی قوت اور حسن و لطافت ہو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں چنانچہ عجیب غریب منقش کپڑے کو ثوب عبقری کہتے ہیں۔ عبید بن الابرص شاعر جاہلی کا قول ہے ؎

مِن عبقریّ علیہا ادعل واصبح
کانّہا من نجیع الجوف مدموما

فَاَقُوْلُ هُوَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاِسْمُهٗ شَيْبَةُ الْحَمْدِ بْنِ هَاشِمٍ وَاِسْمُهٗ عَمْرٌو ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَ اِسْمُهُ الْمُغِيْرَةُ ابْنِ قُصَيٍّ وَاِسْمُهٗ مُجَمِّعٌ

پس میں کہتا ہوں وہ ہمارے آقا محمد بیٹے ہیں عبداللہ کے وہ بیٹے ہیں عبدالمطلب کے اور نام انکا شیبۃ الحمد ہے۔ عبدالمطلب بیٹے ہیں ہاشم کے اور نام انکا عمرو ہے۔ ہاشم بیٹے ہیں عبد مناف کے اور نام انکا مغیرہ ہے۔ عبد مناف بیٹے ہیں قصی کے اور نام انکا مجمع ہے۔

[1] حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد خانہ کعبہ کی تولیت نابت بن اسماعیل کے سپرد ہوئی۔ نابت کے بعد مضاض بن عمرو جرہمی بیت اللہ شریف کا متولی ہوا۔ پھر جب قبیلہ جرہم حرم شریف کی بے حرمتی کرنے لگا اور کعبہ کے مال اپنے خرچ میں لانے لگا۔ تو بنو بکر بن عبد مناف بن کنانہ اور غبشان خزاعی نے انکو مکہ سے یمن کیطرف نکال دیا۔ اس وقت سے خزاعہ بیت اللہ کے متولی ہو گئے۔ جاتے وقت عمرو بن الحرث بن مضاض جرہمی نے حرم کے نفیس مال اور حجر رکن کو زمزم میں ڈالکر اسے بند کر دیا۔ یہانتک کہ مدت گزرنے پر کسی کو اسکا نشان تک یاد نہ رہا۔ آخرکار عبدالمطلب کو اللہ تعالےٰ نے خواب میں اسکے نشانات بتا کر اسکے کھودنے کا حکم دیا۔ عبدالمطلب کے ہاں اسوقت صرف ایک بیٹا حرث نام تھا۔ اسی کو ساتھ لے کر کھودنے لگے۔ قریش نے اس کام میں بہت مزاحمت کی کہتے ہیں کہ تنگ آکر عبدالمطلب نے یہ نذر مانی تھی۔ کہ اگر میرے دس بیٹے ہو جائیں جو میرے سامنے بالغ ہو کر میری مدد کریں۔ تو میں ایک کو کعبہ کے پاس ذبح کر دونگا جب بموافق نذر کے دس ہو گئے۔ تو تیروں کے ساتھ قرعہ اندازی کی گئی۔ عبداللہ جو عبدالمطلب کو سب سے زیادہ عزیز تھے۔ قرعہ انکے نام پر نکلا۔ عبدالمطلب ذبح کرنے کو تیار ہوئے۔ مگر قریش مانع آئے۔ آخرکار بالعوض سو اونٹ قربانی کئے گئے۔ اور عبداللہ سلامت رہے۔ اسی وجہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے۔ انا ابن الذبیحین یعنی میں دو ذبیح (اسمٰعیلؑ و عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کا نکاح بی بی آمنہ بنت وہب سے کر دیا جن سے ہمارے آقا سرورِ دوجہاں محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ پیدا ہوئے۔

اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔ ملخصاً از سیرت ابن ہشام۔

[2] شیبہ کہتے ہیں سر کے بالوں کی سفیدی کو۔ جب عبدالمطلب پیدا ہوئے تھے۔ تو انکے سر کے بالوں میں سپیدی تھی۔ اسلئے انکو شیبۃ الحمد کہنے لگے۔ شاید حمد کی نسبت انکی طرف اس امید پر کی گئی تھی کہ آپ بڑے ہونگے اور لوگ آپکی تعریف کیا کرینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو تحنث کیا کرتے تھے یعنی ہر سال ماہ رمضان میں کوہ حرا میں جا کر ذکر الٰہی میں گوشہ نشین رہا کرتے تھے۔ انہوں نے شراب اپنے نفس پر حرام کر رکھی تھی۔ بڑے مجیب الدعوات اور فیاض تھے۔ اپنے دسترخوان سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پرند و چرند کو کھلایا کرتے تھے۔ اسلئے انہیں مطعم الطیر (پرندوں کے کھلانے والے) کہتے ہیں۔ سیرت نبویہ للسید احمد زینی المشہور بدحلان۔

[3] ہاشم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہشم کے معنے عربی زبان میں خشک روٹی کے ریزہ ریزہ کرنے کے ہیں۔ ایکسال قریش میں سخت قحط پڑا۔

سُمِّيَ بِقُصَيٍّ لِتَقَاصِيهِ فِي بِلَادِ قُضَاعَةَ الْقَصِيَّةِ ۝ إِلَى أَنْ أَعَادَهُ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَى الْحَرَمِ الْمُحْتَرَمِ فَحَمَى حِمَاهُ ۝ ابْنِ كِلَابٍ وَاسْمُهُ حَكِيمُ بْنُ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرٍ وَاسْمُهُ قُرَيْشٌ وَإِلَيْهِ تُنْسَبُ الْبُطُونُ الْقُرَشِيَّةُ ۝ وَمَا فَوْقَهُ كِنَانِيٌّ كَمَا جَنَحَ إِلَيْهِ الْكَثِيرُ وَارْتَضَاهُ ۝ ابْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ ابْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ

اُنکا نام قصی[ا] اس لئے رکھا گیا کہ وہ قضاعہ کے دور شہروں میں چلے گئے تھے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اُنکو پھر حرم شریف میں لایا۔ پس اُنہوں نے اُسکی نگہبانی کی۔ قصی بیٹے ہیں کلاب کے اور نام اُنکا حکیم ہے۔ کلاب بیٹے ہیں مرہ کے وہ بیٹے ہیں کعب کے وہ بیٹے ہیں لوی کے وہ بیٹے ہیں فہر کے۔ اور فہر کا نام قریش ہے اور اُنہی کیطرف قبائل قریش منسوب ہیں۔ اور جو اُنکے اوپر پشتیں ہیں وہ کنانی ہیں۔ چنانچہ اسی قول کیطرف بہت سے علما مائل ہیں اور انہوں نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ فہر بیٹے ہیں مالک کے وہ بیٹے ہیں نضر کے وہ بیٹے ہیں کنانہ کے وہ بیٹے ہیں خزیمہ کے وہ بیٹے ہیں مدرکہ کے وہ بیٹے ہیں الیاس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) عمرو ملک شام گئے۔ اور وہاں سے میدہ اور خشک روٹیاں خرید کر ایام حج میں مکہ شریف میں پہنچے۔ اور روٹیوں کے ٹکڑے کرکے اونٹوں کے گوشت کے شوربے میں ڈالکر اُنکا ثرید بنایا اور لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ اُس دن سے اُنکو ہاشم کہنے لگے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے۔ کہ ہاشم پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں حاجیوں کے لئے ثرید تیار کیا۔ ہاشم بڑے مہمان نواز تھے۔ چونکہ نور محمدی اُنکی پیشانی میں چمکتا تھا اس لئے تمام قبائل کے مرجع تھے۔

[۲] (حاشیہ صفحہ ۵) نور محمدی کی جھلک انکے ماتھے میں ایسی تھی کہ انکو قمر البطحا کہتے تھے۔

[ا] قصی کا نام دوسری کتابوں میں زید لکھا ہے۔ کلاب کے دو بیٹے تھے زہرہ اور قصی۔ زہرہ تو بالغ ہو گیا تھا۔ مگر قصی نے ابھی اپنی والدہ فاطمہ بنت سعد بن سیل بن عوف کا دودھ چھوڑا ہی تھا کہ کلاب نے انتقال کیا۔ انہی ایام میں ربیعہ بن حرام بن ضنبہ بن عبد بن کبیر بن عذرہ بن سعد بن زید مکہ مشرفہ میں آیا۔ اور اُس نے قصی کی والدہ فاطمہ سے شادی کر لی۔ ربیعہ فاطمہ کو بنو عذرہ (جو قوم قضاعہ کی ایک شاخ ہے۔ دیکھو تاریخ ابو الفداء) کی ولایت یعنی ملک شام کو لیگیا۔ بچپن کے سبب فاطمہ اپنے ساتھ قصی کو بھی لے گئی۔ چونکہ قصی اپنی ماں کے ساتھ اپنے وطن مالوف مکہ سے دور بلاد قضاعہ میں جا رہے تھے۔ اس لئے اس نام سے موسوم ہوئے۔ قصی وہیں پرورش پاتے رہے اور ربیعہ ہی کو اپنا باپ تصور کرتے رہے۔ جب جوان ہوئے تو ایک روز بنو قضاعہ میں سے ایک شخص سے تیراندازی میں مقابلہ کیا اور اُس پر غالب ہوئے۔ قضاعی نے غصہ میں آکر کہا۔ تو تو اجنبی ہے۔ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ سنکر قصی اپنی والدہ کے پاس آئے اور یہ ماجرا اُسے کہہ سنایا۔ ماں نے کہا۔ بیٹا۔ تو حسب و نسب میں اُس قضاعی سے بہتر ہے۔ تیرا باپ کلاب بن مرہ ہے۔ تیری قوم مکہ میں بیت الحرام کے پاس ہے۔ قصی نے انتظار کیا۔ جب حج کے مہینے آئے۔ تو قضاعہ کے حاجیوں کے ساتھ مکہ میں آئے اور وہیں حلیل بن حبیشہ خزاعی کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) بیٹی جبی سے نکاح کر لیا۔ جلیل موصوف اسوقت کعبہ کا متولی تھا۔ جب جلیل کی موت کا وقت آیا۔ تو اس نے بیت اللہ کی تولیت کی وصیت اپنی بیٹی جبی کے لئے کی۔ مگر اس نے کہا کہ میں کعبہ کا دروازہ نہ کھول سکتی ہوں نہ بند کر سکتی ہوں۔ اسلئے جلیل نے اپنے بیٹے ابو غبشان کے نام وصیت کر دی۔ ایک روز جبکہ ابو غبشان طائف میں شراب کے نشے میں چور تھا۔ قصی نے شراب کی ایک مشک کے عوض بیت اللہ کی تولیت اس سے خرید لی۔ اور کعبہ کی کنجیاں اس سے لے کر بیت اللہ چلے آئے۔ جب ابو غبشان ہوش میں آیا۔ تو نادم ہوا۔ ابو غبشان کی ندامت وحماقت ضرب المثل ہو گئی ہے چنانچہ عربی میں کہا کرتے ہیں۔ اندم من ابی غبشان۔ احمق من ابی غبشان اخسر من ابی غبشان اس پر خزاعہ بہت جھنجلائے۔ اور فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔ مگر تولیت قصی کے ہاتھ آئی۔ اور خزاعہ بیت اللہ سے نکال دئے گئے۔ اسکے بعد قصی نے تمام قبائل قریش کو گھاٹیوں پہاڑوں اور وادیوں سے مکہ میں جمع کر کے اندر اور باہر آباد کیا۔ اسیوجہ سے اُسے مجمع کہتے ہیں۔ کعب بن لوی کی اولاد میں سے قصی پہلے شخص ہیں جن کو اُنکی قوم نے اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ حجابت۔ سقایت رفادت ندوہ۔ لواء۔ قیادت غرض قریش کے تمام شرف قصی کی ذات میں جمع تھے۔ قصی کے چار بیٹے تھے۔ عبد الدار۔ عبد مناف۔ عبد العزے اور عبد بن قصی۔ عبد الدار اگرچہ سب سے بڑا تھا۔ مگر شرف ووجاہت میں اپنے بھائیوں کا ہمپایہ نہ تھا۔ اس لئے قصی جب بوڑھے ہو گئے تو عبد الدار سے کہا۔ بیٹا اللہ کی قسم۔ میں تجھے تیرے بھائیوں کے برابر کرتا ہوں۔ کوئی شخص بیت اللہ میں داخل نہ ہو گا یہاں تک کہ تو اُسے کھولے۔ مکہ میں کوئی حاجی پانی نہ پئے گا مگر تیرے پلانے سے۔ حاجیوں میں سے کوئی کھانا نہ کھائے گا مگر تیرے کھانے میں سے۔ قریش کا کوئی امر فیصل نہ ہو گا مگر تیرے گھر (دار الندوہ) میں۔ کسی لڑائی کے لئے قریش کا جھنڈا نہ بندھیگا مگر تیرے ہاتھ سے اور لشکر کا کوئی امیر نہ بنے گا مگر تو۔ یہ کہہ کر تمام شرف مذکور اُسے عطا کر دیا۔ قصی کی وفات کے بعد اس شرف میں جھگڑا ہوا۔ آخرکار اس امر پر صلح ہو گئی۔ کہ سقایت اور رفادت عبد مناف کی اولاد کو اور حجابت۔ لواء اور ندوہ عبد الدار کی اولاد کو ملے۔ اسطرح سقایت اور رفادت ہاشم کو ملی۔ ہاشم کے بعد مطلب کو اور مطلب کے بعد عبد المطلب کو ملی۔ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو تاریخ ابن اثیر وغیرہ

حاشیہ صفحہ ۹۔ [1] ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں بالاسناد لکھا ہے کہ کعب مذکور اپنی قوم کو جمعہ کے دن بیت اللہ میں جمع کیا کرتا تھا۔ اور اُنسے خطاب کیا کرتا تھا اس کے خطبے کی عبارت میں سے یہ الفاظ ہیں حرمکم زینوہ وعظموہ وتمسکوا بہ فسیاتی لہ نبا عظیم وسیخرج نبی کریم۔ پھر فرماتے تھے ؎ علی غفلۃ یاتی النبی محمدؐ فیخبر اخبارا صدوقا خبیر ھا۔ کعب کی وفات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا فاصلہ ہے۔

[2] قریش سمندر میں ایک حیوان ہوتا ہے جو تمام بحری حیوانات کو نگل جاتا ہے۔ اور کشتیوں کو سمندر میں اُلٹ دیتا ہے۔ فہر کو ہیبت وقوت میں اس کے ساتھ مشابہت کے سبب قریش کہتے ہیں۔

وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ اَهْدَى الْبُدْنَ اِلَى الرِّحَابِ
الْحَرَمِيَّةِ ۝ وَسُمِعَ فِيْ صُلْبِهِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى
وَلَبَّاهُ ۝ اِبْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ
عَدْنَانَ وَهٰذَا السِّلْكُ نَظَمَتْ
فَرَائِدَهٗ بَنَانُ السُّنَّةِ السَّنِيَّةِ ۝
وَرَفْعُهُ اِلَى الْخَلِيْلِ اِبْرَاهِيْمَ اَمْسَكَ عَنْهُ
الشَّارِعُ وَاَبَاهُ ۝ وَعَدْنَانُ بِلَا رَيْبٍ عِنْدَ

اور الیاس وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قربانی کے اونٹ حرم کے
میدانوں کی طرف ہانکے۔ اور جن کی پشت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم
اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور تلبیہ؎ حج کہتے ہوئے سنے گئے۔ الیاس بیٹے
ہیں مضر کے وہ بیٹے ہیں نزار کے وہ بیٹے ہیں معد کے وہ بیٹے
ہیں عدنان کے۔ اور یہ ایسی لڑی ہے جس کے موتیوں کو
حدیث شریف کی انگلیوں نے پرویا ہے۔ اور شارع علیہ السلام
نے اس سلسلہ نسب کو عدنان سے ابراہیم خلیل اللہ تک پہونچانے
سے سکوت کیا ہے اور اس کو اختیار نہیں کیا ہے۔ اور نسب

؎ تلبیہ حج یہ ہے۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ
حیات الحیوان میں ہے کہ سہیلی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ الیاس کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مومن تھا۔
؏ ابن دحیہ نے کہا کہ علماء کا اس امر پر اجماع ہے (اور اجماع حجت ہے) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب نسب بیان فرماتے
تو معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے۔ پھر رک جاتے اور فرماتے۔ نسب دان جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔
وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا لیکن بیہقی نے کہا کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ (کذب
النسابون) ابن مسعود کا قول ہے کیونکہ وہ نسبوں کے علم کا دعوے کرتے ہیں اور اللہ نے بندوں سے نسبوں کے علم کی
نفی کر دی ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسماعیل و عدنان کے درمیان تیس پشتیں ہیں جو معلوم نہیں۔
اسی وجہ سے امام مالک رض نے اس شخص کو برا کہا ہے جو جناب رسالت مآب کے نسب کو آدم تک پہنچا دے۔ اور کہا کہ اس کو اس کی
کس نے خبر دی۔ یعنی یہ تو مورخوں کا قول ہے جس پر کوئی دلیل و اعتماد نہیں۔ علاوہ ازیں اس میں تخلیط و تغیر ہے اور کچھ فائدہ
نہیں۔ شرح ابن حجر ہیتمی علے متن الہمزیہ فی مدح خیر البریہ۔

کرم دین

ذَوِي الْعُلُومِ النَّسَبِيَّةِ ○ اِلَى الذَّبِيْحِ اِسْمٰعِيْلَ نِسْبَتُهُ وَمُنْتَمَاهُ ○ فَاَعْظِمْ بِهٖ مِنْ عِقْدٍ تَاَلَّقَتْ كَوَاكِبُهُ الدُّرِّيَّةُ ○ وَكَيْفَ لَا وَالسَّيِّدُ الْاَكْرَمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسِطَتُهُ الْمُنْتَقَاةُ ○

نَسَبٌ تَحْسِبُ الْعُلَا بِحُلَاهُ
قَلَّدَتْهَا نُجُومَهَا الْجَوْزَاءُ
حَبَّذَا عِقْدُ سُوْدَدٍ وَفَخَارٍ
اَنْتَ فِيْهِ الْيَتِيْمَةُ الْعَصْمَاءُ

وَاَكْرِمْ بِهٖ مِنْ نَسَبٍ طَهَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ اَوْرَدَهُ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ وَارِدَهُ فِيْ مَوْرِدِهِ الْهَنِيِّ وَرَوَاهُ

والوں کے نزدیک عدنان کی نسبت بیشک اسماعیل ذبیح اللہ کیطرف ہے۔ پس یہ کیسی عظمت والی لڑی ہے کہ جس کے روشن ستارے چمکتے ہیں۔ کیوں نہو جناب سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اسکے درمیانی برگزیدہ موتی ہیں

ترجمہ اشعار [۱]

۱۔ یہ ایسا کامل و شریف نسب ہے کہ اس کے زیور کمالات کے سبب تو گمان کریگا کہ جوزائے اسکے مراتب عالیہ کو اپنے ستاروں کا ہار پہنا دیا ہے۔ ۲۔ کیا خوب ہی بزرگی اور فخر کی۔ کہ جس میں تو محفوظ در یتیم ہے۔

اور کیسا بزرگ نسب ہے جسکو اللہ تعالی نے جاہلیت کے زنا [۲] سے پاک رکھا۔ زین الدین عراقی نے اپنی کتاب مورد ھنی میں اسکا طریق بیان کیا ہے اور اسے روایت کیا ہے۔

---

[۱] یہ دونوں شعر شیخ شرف الدین بوصیری رح صاحب قصیدہ بردہ کے قصیدہ ہمزیہ سے لئے گئے ہیں۔ انکا ماحصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد بزرگ میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں شرف و علو مرتبہ کے لحاظ سے بمنزلہ ستارے کے تھا کہ جس سے دوسروں نے ہدایت پائی۔ اور تمام سلسلہ بہیئت مجموعی موتیوں کے ہار کے مانند ہے۔ کہ جس کے موتی قدر و قیمت میں تمام جواہرات سے بڑھے ہوئے ہیں اور حضور پر نور اس ہار کے سب سے بڑے اور بیش قیمت اور نفیس موتی ہیں۔ اس کی دلیل وہ احادیث صحیحہ ہیں جن میں وارد ہے کہ آپ سید العالمین اور خلیفہ اکبر ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

[۲] دلائل ابی نعیم میں حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا اور زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ حضرت آدم سے لے کر یہاں تک کہ مجھے میرے والدین نے جنا جاہلیت کے زنا کا دھبا مجھے نہیں لگا۔

تصنیف کردہ

حَفِظَ الْإِلٰهُ كَرَامَةً لِمُحَمَّدٍ
آبَاءَهُ الْأَمْجَادَ صَوْنًا لِاسْمِهِ
تَرَكُوا السِّفَاحَ فَلَمْ يُصِبْهُمْ عَارُهُ
مِنْ آدَمَ وَإِلَى أَبِيهِ وَأُمِّهِ
سَرَاةٌ سَرَى نُورُ النُّبُوَّةِ فِي أَسَارِيرِ
غُرَرِهِمُ الْبَهِيَّةِ ○ وَبَدَرَ بَدْرُهُ فِي
جَبِينِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنِهِ عَبْدِ اللّٰهِ

(ترجمہ اشعار)

۱- یہ محمد کی کرامت ہے کہ اللہ نے آپ کے نام کی حفاظت
کے لئے آپ کے بزرگ اجداد کو محفوظ رکھا۔
۲- انہوں نے زنا سے پرہیز کیا۔ اور آدم ؑ سے لیکر آپکے
والد تک اور حوا سے لیکر آپکی والدہ تک انہیں زنا کا دھبا نہ لگا۔
۳- یہ وہ سردار ہیں - کہ جن کی پیشانیوں کی
خوبصورت سپیدیوں میں نور نبوت منتقل ہوتا رہا۔
اور اس نور نبوت کا بدر عبدالمطلب اور انکے بیٹے
عبداللہ کی پیشانی میں ظاہر ہوا۔

۵ علامہ ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی نے مروج الذہب میں جو انہوں نے تین سو تینتیس ہجری میں تصنیف کی لکھا
ہے کہ لوگوں نے عبدالمطلب کی نسبت اختلاف کیا ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ عبدالمطلب مومن موحد تھا۔ نہ اس نے
اور نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام میں سے کسی اور نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا۔ آنحضرت پاک پشتوں
میں منتقل ہوتے رہے۔ اور خود آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میں نکاح سے پیدا ہوا نہ زنا سے۔ اور بعض کی یہ رائے ہے کہ
عبدالمطلب مشرک تھا اور آپ کے دیگر آباء کرام بھی مشرک تھے سوائے انکے جنکا ایمان ثابت ہوا ہے۔ علامہ
مسعودی کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے تمام آبائے کرام مومن موحد تھے۔ کیونکہ انہوں نے عبدالمطلب کی
نسبت لکھا ہے فمن کان مقرًا بالتوحید مثبتاً للوعید تارکاً للتقلید عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔
احادیث صحیحہ سے اسی مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنًا فقرنًا حتی کنت من القرن الذی کنت منه (میں بنی آدم کے بہترین طبقات سے بھیجا گیا ایک قرن
بعد دوسرے قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس سے کہ ہوا) حدیث مسلم میں ہے ک[illegible]ے نے
حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے [illegible] اور
بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔ اسیطرح ترمذی میں بسند حسن آیا ہے کہ اللہ تعالے نے خلقت کو [illegible]
انکے سب سے اچھے گروہ میں بنایا۔ پھر قبیلوں کو چنا تو مجھے سب سے اچھے قبیلہ میں بنایا۔ پھر [illegible]
تو مجھے انکے سب سے اچھے گھر میں بنایا۔ پس میں روح وذات اور اصل کے لحاظ سے ان سب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں بالاسناد لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لم یلتق ابوای فی سفاح لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب طیبۃ الی ارحام طاہرۃ صافیا مھذبا لا تتشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما (میرے ماں باپ زنا میں جمع نہیں ہوئے۔ اللہ عزوجل مجھے پاک پشتوں سے پاک ارحام کی طرف صاف ومہذب نقل کرتا رہا۔ کوئی دو گروہ جدا نہ ہوتے تھے گر میں اُن میں سے بہتر میں تھا) اور قرآن میں جو آیا ہے وتقلبك فی الساجدین اُس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ نورِ آنحضرت ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے میں منتقل ہوتا رہا۔ ماحصل اس تمام کا یہی ہوا کہ آنحضرت کے تمام آباء وامہات شرک کے آلودگی سے پاک رہے ہیں۔ کوئی اُنمیں مشرک کافر نہ تھا۔ کیونکہ مشرک کے حق میں کبھی الفاظ مختار وطاہر وغیرہ استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ اُنپر نجس کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے کہ حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر کافر تھا۔ جیسا کہ قرآن سے ظاہر ہے۔ کیونکہ آذر اُن کا حقیقی باپ نہ تھا بلکہ چچا تھا۔ عرب چچا کو باپ کہہ دیتے ہیں۔ بلکہ قرآن میں ہے وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ حالانکہ اسمٰعیل تو یعقوب کے چچا تھے۔ لہذا جو احادیث اسکے خلاف وارد ہیں اُنکی تاویل ضروری ہے مثلاً حدیث مسلم میں ہے کہ آنحضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔ یہاں بھی باپ سے مراد بظاہر آپکے چچا ابوطالب ہیں (شرح ابن حجر علے الہمزیہ) یا آیہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کے نازل ہونیسے پیشتر آپنے فرمایا تھا۔ اسیطرح ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت کو اپنی والدہ کیلئے استغفار کی اجازت نہ دی گئی۔ ممکن ہے آپ کو بعد میں اجازت مل گئی ہو۔ اس تاخیر میں کوئی مصلحت مدنظر ہو۔ علاوہ ازیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ کے والدین زندہ کئے گئے۔ پس آپ پر ایمان لائے۔ اس صورت میں اجازت کا نہ ملنا اور والدینے کی نسبت فرمانا کہ وہ دوزخ میں ہیں قبل زندہ ہونے کے ہوگا۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے۔ اما آباء کرام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پس ہمہ ایشاں از آدم تا عبداللہ طاہر ومطہر اند از دنس کفر ورجس شرک چنانکہ فرمود آمدہ ام از اصلاب طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علماء حدیث آنرا تحریر وتقریر نمودہ اند ولعمری این علمے است کہ حق تعالے سبحانہ مخصوص گردانیدہ است باین متاخران رایعنے علم آنکہ آبا واجداد شریف آنحضرت ہمہ بردین توحید واسلام بودہ اند واز کلام متقدمین لائح مے گردد کلمات برخلاف آں (وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَخْتَصُّ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ) خدا جزائے خیر دہد شیخ جلال الدین سیوطی را کہ دریں باب رسائل تصنیف کردہ اند وافادہ واجادہ نمودہ این مدعا را ظاہر وباہر گردانیدہ است وحاشا للہ کہ این نور پاک را در

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم

بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْم

وَلَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِبْرَازَ حَقِيْقَتِهِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
وَاِظْهَارَهٗ جِسْمًا وَّرُوْحًا بِصُوْرَتِهٖ
وَمَعْنَاهُ ○ نَقَلَهٗ اِلٰى مَقَرِّهٖ مِنْ صَدَفَةِ
اٰمِنَةَ الزُّهْرِيَّةِ ○ وَخَصَّهَا الْقَرِيْبُ الْمُجِيْبُ
بِاَنْ تَكُوْنَ اُمًّا لِّلْمُصْطَفٰى ○ وَنُوْدِيَ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِحَمْلِهَا لِاَنْوَارِهِ الذَّاتِيَّةِ ○
وَصَبَا كُلُّ صَبٍّ لِّهُبُوْبِ صَبَاهُ ○ وَكُسِيَتِ
الْاَرْضُ بَعْدَ طُوْلِ جَدْبِهَا مِنَ النَّبَاتِ حُلَلًا سُنْدُسِيَّةً ○

الٰہی بعطرِ درود و سلام

معطر بکن قبر خیر الانام

جب اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی کی حقیقت[1] کو جسم و روح کے
لحاظ سے ظاہر و باطن کے ساتھ ظاہر کرنا چاہا۔ تو اُسے
آمنہ زہریہ[2] کے صدف رحم میں اُسکے جائے قرار میں منتقل
کر دیا۔ اور اُس قریب و مجیب (یعنی اللہ تعالےٰ) نے آمنہ کو
خاص کر دیا کہ وہ اُس کے مصطفےٰ کی ماں ہو۔ اور آسمانوں
اور زمین میں منادی کر دی گئی کہ آمنہ ذات محمدی کے
انوار سے حاملہ ہو گئی ہیں[3] اور ہر ایک عاشق اُس کی بادِ صبا
کے چلنے سے مشتاق ہو گیا۔ اور زمین مدت کی خشک سالی
کے بعد روئیدگی کی مخملی پوشاکیں پہنائی گئیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱) جائے ظلمانی پلید بند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر اباء او را مخزی و مخذول گردانند انتہے۔ رسائل سیوطی جنکی طرف محدث دہلوی نے اشارہ کیا ہے مطبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن میں چھپ گئے ہیں جسے شوق ہو انکا مطالعہ کرے۔

[1] حقیقۃ الشئے سے مراد اس کا کمال خاص ہوتا ہے۔

[2] بی بی آمنہ کا نسب یوں ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر۔ وہب نسب و شرف میں کل بنی زہرہ کا سردار تھا۔ اور بی بی آمنہ حسب نسب میں قریش کی تمام عورتوں سے افضل تھیں۔

[3] اخرج ابونعیم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال کان فی دلالۃ حمل آمنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کل دابۃ کانت لقریش نطقت تلک اللیلۃ وقالت قد حمل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورب الکعبۃ وھو امام الدنیا وسراج العلماء ولم یبق سریر ملک من ملوک الدنیا الا اصبح منکوسا ومرت وحوش المشرق الی وحوش المغرب بالبشارات وکذا اھل البحار بشرت بعضھم بعضا ولہ فی کل شھر

من شهور حملہ نداء فی الارض ونداء فی السماء ان ابشروا فقد أن ان یظهر ابو القاسم صلی اللہ
علیہ وسلم میمونا مبارکا وروی ابو نعیم ان آمنة أتاها آت بعد ستة اشهر من حملها وقال
یا آمنة انک قد حملت بخیر العالمین فاذا وضعتیه فسمیه محمدا واکتمی شانک ثم لما اخذها الطلق
وکانت وحدها رأت کان طائرا ابیض قد مسح فؤادها فذهب روعها ثم اوتیت بشربة بیضاء
فتناولتها فاضاء لها نور عال ثم رأت نسوة کالنخل طوالا فاحدقن بها فقالت من این علمتن بی فی روایة فقلن لی نحن آسیة
امرأة فرعون ومریم ابنة عمران وهٰؤلاء الحور العین ثم رأت دیباجا ابیض قد مد بین السماء والارض ورجالا بایدیهم اباریق
فضة وقطعة من الطیر اقبلت حتی غطت حجرتها مناقیرها من الزمرد واجنحتها من الیاقوت ورأت مشارق الارض
ومغاربها وثلاثة اعلام منصوبات علما بالمشرق وعلما بالمغرب وعلما علی ظهر الکعبة۔ فاخذها النفاس فوضعته صلی اللہ علیه وسلم
فاذا هو ساجد قد رفع اصبعیه الی السماء کالمتضرع المبتهل ثم رأت سحابة بیضاء غشیته فغیبته عنها فسمعت منادیا یقول طوفوا به مشارق الارض ومغاربها وادخلوه
البحار لیعرفوه باسمه ونعته وصورته ویعلموا انه سمی الماحی لانه لا یبقی شئ من الشرک الا محی فی زمنه صلی اللہ علیه وسلم ثم انجلت عنه فی اسرع وقت

ترجمہ۔ ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ آمنہ کے حاملہ ہونے کی علامت یہ تھی کہ اُس رات قریش کا ہر ایک چارپایہ گویا ہوا اور بول اُٹھا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ماں کے پیٹ میں آگئے۔ کعبہ کے رب کی قسم وہ دنیا کے امام اور علما کے چراغ ہیں۔ اور دنیا کے بادشاہوں
میں سے کسی کا تخت نہ رہا کہ اوندھا نہ ہوا ہو۔ اور مشرق کے حیوانات مغرب کے حیوانات کے پاس خوشخبریاں لے کر گئے۔
اور اسیطرح بحری حیوانات نے آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دی۔ اور آپ کے حمل کے مہینوں میں سے ہر مہینے میں
زمین و آسمان میں آواز آتی تھی کہ خوش ہو جاؤ کیونکہ وقت آپہونچا ہے کہ برکت والے ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم
ظاہر ہوں۔ اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ حمل شریف کے چھ مہینے کے بعد کوئی آنے والا آمنہ کے پاس (خواب میں)
آیا اور کہا۔ اے آمنہ۔ بیشک تیرے پیٹ میں خیر العالمین ہیں۔ جب وہ پیدا ہوں۔ تو ان کا نام محمد رکھنا۔ اور اپنا حال چھپائے
رکھنا۔ پھر جب آمنہ کو درد زہ شروع ہوا۔ اور وہ اکیلی تھیں۔ تو اُنہوں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے نے اُسکے دل پر مسح کر دیا۔ پس
اُسکا ڈر جاتا رہا۔ آمنہ کے پاس سفید شربت لایا گیا۔ پس اُس کو پی لیا۔ اور اُسکے لئے بڑا نور روشن ہوا۔ پھر اُس نے
کھجور کیطرح لمبی عورتیں دیکھیں۔ پس اُنہوں نے آمنہ کو گھیر لیا۔ آمنہ نے پوچھا تم نے کہاں سے مجھے جان لیا۔ ایک روایت میں
ہے کہ اُنہوں نے مجھ سے کہا۔ ہم فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم ہیں اور یہ حور عین ہیں۔ پھر آمنہ نے
سفید دیبا زمین و آسمان میں بچھی ہوئی دیکھی اور کئی اشخاص دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے کوزے تھے۔ اور

وَاَيْنَعَتِ الثِّمَارُ وَاَدْنَى الشَّجَرُ لِلْجَانِيْ جَنَاهُ ○
وَنَطَقَتْ بِحَمْلِهَا كُلُّ دَابَّةٍ لِقُرَيْشٍ بِفِصَاحِ
الْاَلْسُنِ الْعَرَبِيَّةِ ○ وَخَرَّتِ الْاَسِرَّةُ وَ
الْاَصْنَامُ عَلَى الْوُجُوْهِ وَالْاَفْوَاهِ ○ وَتَبَاشَرَتْ
وُحُوْشُ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ وَدَوَابُّهَا الْبَحْرِيَّةُ
وَاحْتَسَتِ الْعَوَالِمُ مِنَ السُّرُوْرِ كَاْسَ
حُمَيَّاهُ ○ وَبُشِّرَتِ الْجِنُّ بِاِظْلَالِ زَمَنِهٖ
وَانْتَهَكَتِ الْكَهَانَةُ وَرَهِبَتِ الرُّهْبَانِيَّةُ ○
وَلَهِجَ بِخَبَرِهٖ كُلُّ حَبْرٍ خَبِيْرٍ وَفِيْ حُلَا حُسْنِهٖ
تَاهَ ○ وَاُتِيَتْ اُمُّهٗ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ لَهَا
اِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ الْعَالَمِيْنَ وَخَيْرِ
الْبَرِيَّةِ ○ وَسَمِّيْهِ اِذَا وَضَعْتِهٖ
مُحَمَّدًا لِاَنَّهٗ سَتُحْمَدُ عُقْبَاهُ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْمٍ

پھل پک گئے۔ درختوں نے توڑنے والوں کے لئے اپنے پھل
جھکا دیئے۔ اور قریش کا ہر ایک چارپایہ فصیح عربی زبانوں
میں آمنہ کے حمل کی خبر کے ساتھ گویا ہوا۔ تخت اور بت
اپنی پیشانیوں اور منہ کے بل گر پڑے۔ مشرق و مغرب کے
وحشی چرند و پرند اور دریائی جانوروں نے ایک دوسرے
کو خوشخبری دی۔ تمام جہان نے اس خوشی کی شراب کا
پیالہ پیا۔ جنوں نے آپ کے زمانے کے قریب آنے کی
خوشخبری دی۔ کہانت[1] کی آبرو جاتی رہی۔ رہبانیت
پر خوف طاری ہوا۔ ہر ایک ہوشیار عالم آپ کی خبر کا
مشتاق ہوا۔ اور آپ کے حسن کی خوبیوں میں حیران ہوا۔
اور آپ کی والدہ نے خواب میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ
تیرے پیٹ میں خیر الخلق اور سارے جہان کا سردار ہے
جب وہ پیدا ہوں تو اُنکا نام محمد رکھنا اسلئے کہ انکی عاقبت
محمود ہوگی۔ — الہی معطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) پرندوں کا ایک غول آیا جس نے اُس کے حجرے کو ڈھانپ لیا۔ اُن کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اور آمنہ نے زمین کے مشرق و مغرب دیکھے اور تین جھنڈے گڑے ہوئے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی پشت پر۔ پس نفاس شروع ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے پس ناگاہ تضرع و زاری کرنے والے شخص کی طرح سجدہ کر رہے تھے اور اپنی دونوں انگلیوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے پھر آمنہ نے دیکھا کہ ایک سفید بادل نے آنحضرت کو ڈھانپ لیا اور آمنہ سے آپ کو غائب کر دیا پس آمنہ نے ایک منادی کرنے والے کو یہ کہتے سنا کہ انکو زمین کے مشارق و مغارب میں گشت کراؤ اور سمندروں میں داخل کرو تاکہ وہ انکو انکے نام و صفت و صورت سے پہچان لیں اور جان لیں کہ کوئی شرک باقی نہ رہیگا جو انکے زمانے میں مٹایا نہ جاوے۔ پھر وہ بادل بہت جلد آپ سے دور ہوگیا
شرح الہمزیہ لابن حجر۔ [1] اکثر لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ کہانت اس شیطان کی طرف سے ہوا کرتی تھی جو کاہن کو غائب چیزوں کی خبر دے دیتا

وَلَمَّا تَمَّ مِنْ حَمْلِهٖ شَهْرَانِ عَلٰى مَشْهُوْرِ الْاَقْوَالِ الْمَرْوِيَّةِ ○ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ الشَّرِيْفَةِ اَبُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَكَانَ قَدِ اجْتَازَ بِاَخْوَالِهٖ بَنِيْ عَدِيٍّ مِنَ الطَّائِفَةِ النَّجَّارِيَّةِ ○ وَمَكَثَ فِيْهِمْ شَهْرًا سَقِيْمًا يُعَانُوْنَ سُقْمَهٗ وَشَكْوَاهُ ○ وَلَمَّا تَمَّ مِنْ حَمْلِهٖ عَلَى الرَّاجِحِ تِسْعَةُ اَشْهُرٍ قَمَرِيَّةٍ ○ وَاٰنَ لِلزَّمَانِ اَنْ يَّنْجَلِيَ عَنْهُ صَدَاهُ ○ حَضَرَ اُمَّهٗ لَيْلَةَ مَوْلِدِهٖ اٰسِيَةُ وَمَرْيَمُ فِيْ نِسْوَةٍ مِّنَ الْحَظِيْرَةِ الْقُدْسِيَّةِ ○ وَاَخَذَهَا الْمَخَاضُ فَوَلَدَتْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرًا يَّتَلَأْلَؤُ سَنَاهُ ○

وَمُحَيًّا كَالشَّمْسِ مِنْكَ مُضِيْءٌ
اَسْفَرَتْ عَنْهُ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِيْ كَانَ لِلدِّيْنِ
سُرُوْرٌ بِيَوْمِهٖ وَازْدِهَاءُ

جب قول مشہور کے موافق حمل شریف کو دو مہینے پورے ہوئے۔ تو مدینہ منورہ میں آپکے والد عبداللہ نے وفات پائی انکا گذر اپنے ماموؤں[1] بنی عدی پر ہوا تھا جو قبیلہ نجار میں سے تھے۔ انہیں ایک مہینہ بیمار پڑے رہے۔ اس اثنا میں بنی عدی انکی بیماری و شکایت کا علاج کرتے رہے۔ جب بنا بر قول راجح حمل شریف کو چاند کے حساب سے پورے نو مہینے ہوگئے اور وقت آ پہونچا کہ زمانے کا زنگ[1] دور ہو جائے۔ تو شب ولادت میں بی بی آسیہ اور مریم بہشت سے حوروں کو لے کر آپ کی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آمنہ خاتون کو درد زہ شروع ہوا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایسے نور کہ جس کی روشنی چمکتی تھی

ترجمہ اشعار[1]

۱۔ اور کیا خوب ہے تیرا چہرہ جو سورج کیطرح چمکنے والا ہے۔ جس سے نورانی رات روشن ہوگئی۔

۲۔ یعنی ایسے تولد کی رات کہ جسکے دن سے دین کو بڑی خوشی اور فخر ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) تھا۔ شیاطین چوری سے فرشتوں سے سن لیتے تھے اور کاہنوں کو بتا دیتے تھے۔ اور کاہن اُن خبروں کو اُسی طرح لوگوں تک پہونچا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں انکی نسبت خبر دی ہے۔ چنانچہ آیا ہے۔ وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا۔ دوسری جگہ ہے۔ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ایک اور جگہ وارد ہے۔ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ۔ جن شیاطین غیب نہیں جانتے۔ مگر فرشتوں سے چھپکر سن لیتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ انتہی مروج الذہب و معادن الجوہر للمسعودی۔

[1] عبدالمطلب کی ماں سلمی بنت عمرو بن زید الخزرجیۃ النجاریہ تھی۔ تاریخ ابن اثیر۔ عبدالمطلب کے ارشاد کے موافق عبداللہ ایک قافلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱) کے ساتھ تجارت کے لئے ملک شام کو گئے ہوئے تھے۔ واپس آتے ہوئے راستہ میں یثرب میں عبدالمطلب کے ماموؤں کے ہاں ٹھیرے تھے کہ پیام اجل آ پہونچا۔

سے یعنی زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے دل بوجہ ارتکاب کفر و معاصی زنگ آلود ہو گئے تھے۔ مگر اب وہ وقت آ پہونچا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دلوں کا زنگ دور ہو جائے۔

سے یہ اشعار امام بوصیری رحمہ اللہ کے قصیدہ ہمزیہ سے لئے گئے ہیں۔ دوسرے شعر میں ناظم علیہ الرحمۃ نے تولد شریف کو رات اور دن دونو کیطرف منسوب کیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ بعض قائل ہیں کہ تولد مبارک رات کے وقت ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ دن کے وقت ہوا۔ اصح قول یہ ہے کہ دن کے وقت ہوا مگر طلوع فجر کے ذرا بعد جب کہ ستارے ابھی نظر ہی آ رہے تھے۔ اسی قول کو امام بوصیری رح نے اختیار کیا ہے جیسا کہ تیسرے شعر سے ظاہر ہے۔ پانچواں شعر تشریح طلب ہے۔ طالع اصل میں وہ ستارہ ہے جس سے کاہن و منجم آئندہ حوادث پر استدلال کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ جب فلاں ستارہ چڑھے گا۔ تو ایسا ایسا وقوع میں آئے گا۔ طالع کی نسبت کفر کیطرف اس سبب سے کی گئی کہ کفار کا اس پر اعتماد ہے۔ طالع کفر سے مراد یہاں وہ امور ہیں جو دلالت کرتے تھے کہ کفار پر ادبار پڑے گا چنانچہ رویائے موبذان والہام سطیح وغیرہ۔ مطلب یہ ہوا کہ موبذان فارس اور ربیعہ بن نصر (دیکھو دلائل ابی نعیم) وغیرہ نے جو خوفناک خواب دیکھے اور سطیح نے جو کچھ انکے جواب میں کہا وہ سب اس امر کی دلیل تھے کہ آنحضرت کے تولد سے اہل فارس و دیگر کفار کو زوال آئے گا اور ان پر وبال پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ چھٹے شعر میں بشارت ہواتف کا ذکر ہے۔ ایک ہاتف نے (دیکھو شرح ابن حجر ہیتمی علے الہمزیہ) کوہ حجون پر جو مکہ میں ہے یوں کہا تھا۔

فاقسم ما انثی من الناس انجبت   ولا ولدت انثی من الناس واحدہ

کما ولدت زھریۃ ذات مفخر   مجنبۃ لوم القبائل ماجدہ

یعنی میں قسم کھاتا ہوں کہ کسی عورت نے لوگوں میں سے کوئی ایسا فرزند گرامی نہیں جنا جیسا کہ قبیلوں کے برائی دور کرنے والی فخر والی بزرگوار آمنہ زہریہ نے جنا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ

يَوْمَ نَالَتْ بِوَضْعِهِ ابْنَةُ وَهْبٍ
مِنْ فَخَارٍ مَا لَمْ تَنَلْهُ النِّسَاءُ
وَاَتَتْ قَوْمَهَا بِاَفْضَلَ مِمَّا
حَمَلَتْ قَبْلُ مَرْيَمُ الْعَذْرَاءُ
مَوْلِدٌ كَانَ مِنْهُ فِي طَالِعِ الْكُفْرِ
وَبَالٌ عَلَيْهِمُ وَوَبَاءُ
وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ اَنْ قَدْ
وُلِدَ الْمُصْطَفٰى وَحَقَّ الْهَنَاءُ
هٰذَا وَقَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ
مَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ اَئِمَّةٌ ذُوْ رِوَايَةٍ وَرَوِيَّةٍ (۱)

۳- وہ بڑا دن کہ وہب کی بیٹی نے آنحضرت کی ولادت کے سبب وہ فخر حاصل کیا جو دوسری عورتوں کو نصیب نہیں ہوا
۴- اور اپنی قوم کے پاس اس نبی کو لائیں جو حضرت عیسیٰ سے افضل ہیں جنہیں پہلے مریم باکرہ اٹھا کر لائی تھیں
۵- ایسا تولد شریف کہ اسکے سبب کفر کے طالع میں کفار پر بڑی وبا اور وبال آیا۔
۶- اور ہاتفوں نے پے در پے بشارت دی کہ مصطفےٰ پیدا ہوئے اور سب کو خوشی حاصل ہوئی۔
یہ تو ولادت شریف کا بیان ہوا اور بیشک آپ کے تولد شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہونیکو ان اماموں نے جو صاحب روایت و درایت ہیں اچھا جانا ہے۔

(۱) سید احمد دحلان نے سیرت نبویہ میں لکھا ہے کہ لوگوں میں معمول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اور اس فعل کو اکثر علمائے جو مقتدائے امت ہیں کیا ہے۔ علامہ حلبی نے اپنی سیرت نبویہ میں لکھا ہے کہ بعض نے روایت کی ہے کہ امام سبکی کے پاس اکثر علمائے وقت جمع تھے۔ پس کسی نے اس مجلس میں امام صرصری کا یہ قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پڑھا ؎

قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب ... على ورق من خط احسن من كتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه ... قياما صفوفا او جثيا على الركب

پس اس وقت تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بڑا انس پیدا ہوا۔ قیام کیطرح مولود شریف کا کرنا اور لوگوں کا اس کے لئے جمع ہونا بھی مستحسن ہے۔ امام نووی کے استاد امام ابو شامہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن جو صدقات و احسان اور زینت و خوشی کا اظہار ہوتا ہے وہ ہمارے زمانے کی بدعات حسنہ سے ہے کیونکہ فقراء کے ساتھ احسان کے علاوہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کار خیر کے کرنے والے کے دل میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور وہ اللہ کا شکر کرتا ہے کہ اس نے ہم پر یہ احسان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے

فَطُوبَى لِمَنْ كَانَ تَعْظِيمُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
غَايَةَ مَرَامِهِ وَمَرْمَاهُ ○

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيم
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيم

وَبَرَزَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْض
رَافِعًا رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ الْعَلِيَّةِ ○ مُومِيًا بِذٰلِكَ
الرَّفْعِ إِلَى سُؤْدُدِهِ وَعُلَاهُ ○ وَمُشِيرًا إِلَى رِفْعَةِ قَدْرِهِ عَلَى
سَائِرِ الْبَرِيَّةِ ○ وَأَنَّهُ الْحَبِيبُ الَّذِي حَسُنَتْ طِبَاعُهُ وَ
سَجَايَاهُ ○ وَدَعَتْ أُمُّهُ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ يَطُوفُ
بِهَاتِيكَ الْبَنِيَّةِ ○ فَأَقْبَلَ مُسْرِعًا وَنَظَرَ إِلَيْهِ وَبَلَغَ
مِنَ السُّرُورِ مُنَاهُ ○ وَأَدْخَلَهُ الْكَعْبَةَ الْغَرَّاءَ وَقَامَ
يَدْعُو بِخُلُوصِ النِّيَّةِ ○ وَيَشْكُرُ اللهَ تَعَالَى عَلَى مَا مَنَّ بِهِ
عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ ○ وَوُلِدَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَظِيفًا مَخْتُونًا مَقْطُوعَ السُّرَّةِ بِيَدِ الْقُدْرَةِ الْإِلٰهِيَّةِ ○
طَيِّبًا دَهِينًا مَكْحُولَةً بِكُحْلِ الْعِنَايَةِ عَيْنَاهُ ○
وَقِيلَ خَتَنَهُ جَدُّهُ بَعْدَ سَبْعِ لَيَالٍ سَوِيَّةٍ ○
وَأَوْلَمَ وَأَطْعَمَ وَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا وَأَكْرَمَ مَثْوَاهُ ○

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيم
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيم

پس سعادت ہے اس شخص کو جس کی مراد و مقصود کی غایت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔

الٰہی بعطرِ درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس حال میں کہ
اپنے دونو ہاتھوں کو زمین پر رکھے ہوئے تھے اور اپنا سر
بلند آسمان کیطرف اوٹھائے ہوئے تھے۔ اس سر اٹھانے
سے آپ اپنی سرداری اور اعلےٰ مراتب اور ساری مخلوقات
سے برتر ہونے کیطرف اشارہ کر رہے تھے۔ اور نیز اس امر کی
طرف کہ آپ وہ حبیب ہیں جن کی طبیعت اور اخلاق نیک
ہیں۔ آپ کی والدہ نے عبدالمطلب کو بلایا جو بیت اللہ
کا طواف کر رہے تھے پس وہ جلدی آئے اور آنحضرت کی
طرف دیکھا اور خوشی سے اپنی آرزوؤں کو پہونچے۔ آنحضرت
کو کعبہ شریف میں لے گئے اور کھڑے ہو کر خلوص نیت سے آپ
کے لئے دعا کی اور خدا کے اس احسان وعطیہ کا شکریہ کیا۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے پاکیزہ۔ قدرت الٰہی کے ہاتھ
سے ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ۔ پاک نورانی چہرہ۔ اور
دونو آنکھیں عنایت الٰہی سے سرمگین۔ بعض نے کہا ہے کہ پوری
سات راتوں کے بعد آپ کے دادا نے آپکا ختنہ کیا اور ولیمہ
دیا اور کھانا کھلایا اور آپکا نام محمدؐ رکھا اور آپ کے لئے اچھی جگہ بنائی

الٰہی بعطرِ درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) ہیں۔ امام سخاوی نے کہا کہ مولود شریف کا کرنا قرون ثلاثہ (یعنے تابعین) کے بعد حادث ہوا۔ پھر اس وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) سے ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان مولود شریف کرتے ہیں اور اسکی راتوں میں طرح طرح کے صدقات دیتے
ہیں اور شوق سے مولود پڑھتے ہیں۔ جسکی برکتوں سے اُن پر فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔ ابن جوزی نے کہا کہ مولود شریف کے
خواص سے یہ ہے کہ اُس سال امن رہتا ہے اور آرزو اور مقصد جلد حاصل ہوتا ہے۔ پادشاہوں میں سب سے پہلے مولود شریف کو ملک
مظفر ابو سعید صاحب اربل نے جاری کیا اور حافظ ابن دحیہ نے اُس کے لئے ایک سالہ مولود تالیف کیا جسکا نام التنویر فی مولد
البشیر النذیر رکھا۔ ملک مظفر نے اس کے صلے میں ابن دحیہ کو ایک ہزار دینار دئے اور مولود شریف کیا۔ شاہ مظفر ربیع
الاول میں مولود کیا کرتا تھا اور بڑا مجمع ہوا کرتا تھا۔ ملک موصوف سردار نافذ الحکم۔ شجاع۔ دلیر۔ عاقل۔ عالم اور عادل تھا۔
اُس کی سلطنت دیر تک رہی۔ یہاں تک کہ اُس نیک سیرت و نیک طینت نے چھ سو تیس ہجری میں انتقال فرمایا جبکہ وہ شہر
عکا میں فرنگیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سبط ابن جوزی نے مراۃ الجنان میں لکھا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جو ملک مظفر
کے دستر خوان پر کسی مولود میں حاضر ہوا۔ بیان کیا کہ میں نے اُس میں پانچ ہزار بکریوں کی سریاں بھنی ہوئی۔ اور دس ہزار
مرغیاں اور ایک لاکھ ملائی کی طشتریاں اور تیس ہزار حلوے کی رکابیاں شمار کیں۔ مولود شریف میں اُس کے پاس بڑے
بڑے علما و صوفیہ کرام حاضر ہوا کرتے تھے۔ وہ اُن کو خلعت دیا کرتا تھا اور اُنکے لئے عود و لبان وغیرہ جلایا کرتا تھا اور
مولود پر تین لاکھ دینار خرچ کیا کرتا تھا۔ حافظ ابن حجر نے مولود شریف کی اصل کو حدیث سے ثابت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ
صحیح بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ یہود عاشورا کے دن روزہ رکھتے
ہیں۔ آپ نے اُن سے سبب دریافت کیا اُنہوں نے عرض کی کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسےٰ
کو نجات دی۔ ہم شکریہ میں اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسےٰ کے زیادہ قریب
ہیں۔ حضرت عباس رضہ نے ابولہب کو خواب میں دیکھا کہ دوشنبہ کے روز اُس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اُس کی
دو انگلیوں سے پانی نکل آتا ہے جسے وہ پی لیتا ہے۔ اِس تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد
کر دیا تھا جب اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی تھی۔ اللہ تعالے ملک شام کے حافظ
شمس الدین محمد بن ناصر پر رحم کرے۔ جنہوں نے کہا ہے ؎ اذا کان ھذا کافرا جاء ذمہ۔ وتبت
یداہ فی الجحیم مخلدا۔ اتی انہ فی یوم الاثنین دائما۔ یخفف عنہ
للسرور باحمدا۔ فما الظن بالعبد الذی کان عمرہ۔ باحمد مسرورا ومات موحدا۔
یعنی ابولہب جو کافر تھا جس کی مذمت میں آیا ہے کہ اُسکے دونو ہاتھ ہلاک ہوں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جب ایسے کافر پر احمد مجتبےٰ
کی ولادت پر خوش ہونے کے سبب ہر دوشنبہ کو عذاب میں تخفیف کیجائے۔ تو اُس بندے کی نسبت کیا گمان ہوگا جو عمر بھر احمد مجتبےٰ

وَظَهَرَ عِنْدَ وِلَادَتِهٖ خَوَارِقُ وَغَرَآئِبُ غَيْبِيَّةٌ ○ اِرْهَاصًا لِنُبُوَّتِهٖ وَاِعْلَامًا بِاَنَّهٗ مُخْتَارُ اللّٰهِ وَمُجْتَبَاهُ ○ فَزِيْدَتِ السَّمَآءُ حِفْظًا وَرُدَّ عَنْهَا الْمَرَدَةُ وَذَوُو النُّفُوْسِ الشَّيْطَانِيَّةِ ○ وَرَجَمَتِ النُّجُوْمُ النَّيِّرَاتُ كُلَّ رَجِيْمٍ فِيْ حَالِ مَرْقَاهُ ○ وَتَدَلَّتْ اِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْجُمُ الزُّهْرِيَّةُ ○ وَاسْتَنَارَتْ بِنُوْرِهَا وِهَادُ الْحَرَمِ وَرُبَاهُ ○

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت عجیب سے عجیب غریب اور خارق عادت باتیں ظاہر ہوئیں تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ کے برگزیدہ و پسندیدہ ہیں۔ آسمان کی حفاظت زیادہ[1] ہوگئی۔ اور سرکش جن و شیاطین اُس سے روکے گئے۔ اور ہر ایک شیطان مردود پر آسمان پر چڑھنے کی حالت میں شہاب ثاقب گرائے گئے۔ اور روشن ستارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے اور اُنکے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔[2]

[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین پہلے آسمانوں سے نہیں روکے جاتے تھے۔ آسمانوں میں جاکر اُن امور کی خبریں لایا کرتے تھے جو زمین پر عنقریب وقوع میں آنے کو ہوتے تھے۔ پس کاہنوں کو بتادیا کرتے تھے۔ جب حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے اور بنابر روایت وہب چار سے روکے گئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو تمام آسمانوں سے روکے گئے۔ اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کی گئی۔ سیرت حلبیہ۔

[2] ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور نیز بیہقی نے بالاسناد لکھا ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے کہا کہ مجھے میری ماں فاطمہ ثقفیہ نے خبر دی کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کے پاس دردزہ کے وقت حاضر تھی پس میں ستاروں کیطرف دیکھنے لگی۔ وہ اتنے نزدیک ہوگئے کہ میں نے خیال کیا کہ وہ مجھپر گر پڑیں گے انتہے۔ ستاروں کا نزدیک ہونا آنحضرت کی تعظیم کے لئے تھا۔ کسی اور نبی کے لئے ایسا وقوع میں نہیں آیا۔ دلائل ابی نعیم میں حدیث شفاء بنت عمرو میں ہے۔ قالت الشفاء فاضاء لی ما بین المشرق والمغرب حتی نظرت الی بعض قصور الشام یعنی شفاء نے کہا پس مشرق اور مغرب کا درمیان میرے واسطے روشن ہو گیا یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محل دیکھے۔

وخرج معه نورًا اضاءت له قصور الشام القيصرية ○ فراها من بطاح مكة داره ومغناه ○ وانصدع الايوان بالمدائن الكسروية ○ الذي رفع انوشروان سمكه وسواه ○ وسقط اربع عشرة من شرفاته العلوية ○ وكسر ملك كسرى لهول ما اصابه وعراه ○ وخمدت النيران المعبودة بالممالك الفارسية ○ لطلوع بدره المنير و اشراق محياه ○ وغاضت بحيرة ساوة وكانت بين همدان وقم من البلاد العجمية ○ و جف اذ كف واكف موجها الثجاج ينابيع هاتيك المياه ○ وفاض وادي سماوة وهي مفازة في فلاة وبرية ○ لم يكن بها قبل ماء ينقع للظماء اللهاه ○ وكان مولده صلى الله عليه وسلم بالموضع المعروف بالعراض المكية ○ والبلد الذي لا يعضد شجره ولا يختلى خلاه ○ واختلف في عام ولادته وفي شهرها وفي يومها على اقوال للعلماء مرويّة ○

تولد کے وقت آنحضرت کے ساتھ ایسا نور نکلا۔ کہ جس سے شام کے قیصری محل روشن ہو گئے۔ پس اُن محلوں کو اُن لوگوں نے دیکھا کہ جن کے مکان اور گھر مکہ مشرفہ کی وادی میں تھے۔ کسرے کے شہر مدائن میں وہ محل پھٹ گیا جس کی چھت نوشیرواں نے بلند کی تھی اور اُسے درست و برابر کیا تھا۔ اُس محل کے اونچے کنگروں میں سے چودہ گر پڑے۔[ا] اور اُس دہشت سے جو اُسے پہونچی اور اُس پر طاری ہوئی کسرے کی سلطنت پراگندہ ہو گئی۔ اور آنحضرت کے بدر منیر کے چڑھنے اور چہرے کے روشن ہونے سے وہ آگ جو ممالک فارس میں پوجی جاتی تھی بجھ گئی۔ اور بحیرہ ساوہ[ہ] جو بلاد عجم میں ہمدان اور قم کے درمیان تھا زمین میں جذب ہو گیا اور جب اُس کی لہر کا جاری ہونا بند ہو گیا۔ تو اُس پانی کے سوتے خشک ہو گئے۔ اور وادی سماوہ[ہ] جو جنگل و صحرا میں ایک بیابان تھا اُس کی ندی لبالب بہنے لگی حالانکہ اُس میں پہلے اتنا پانی نہ تھا کہ پیاسوں کا حلق تر کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدایش اُس جگہ ہوئی جو مکہ کی میدانوں میں مشہور ہے اور اُس شہر میں ہوئی کہ جسکے درخت اور سبز گھاس کے کاٹے جانے کی ممانعت ہے۔ ولادت شریف کے سال اور مہینے اور دن کے بارے میں علماء سے مختلف قول مروی ہیں

[ا] دلائل ابی نعیم میں حدیث ہانی مخزومی میں جس کی عمر ڈیڑھ سو سال کی تھی مذکور ہے کہ کسرے نے یہ واقعات دیکھ کر موبذان فارس سے اُن تمام کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہا کہ عرب کیطرف سے کوئی حادثہ وقوع میں آئے گا۔ تب کسرے نے نعمان بن منذر کو لکھا کہ میرے پاس عرب کے کسی عالم کو بھیجدو جو میرے سوالوں کا جواب دے۔ نعمان نے عبد المسیح بن حیان کو بھیجا۔ جب کسرے نے عبد المسیح کو سب قصہ سنایا۔ تو اُس نے کہا کہ اس کا علم میرے ماموں سطیح کے پاس ہے جو شام کے شرقی حصے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) میں رہتا ہے۔ اس پر کسریٰ نے عبدالمسیح کو ملک شام میں سطیح کے پاس بھیجا۔ جب عبدالمسیح وہاں پہنچا
تو سطیح بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ عبدالمسیح کیطرف سر اٹھا کر الہام سے کہا۔ عبد المسیح تھوی الی سطیح۔ وقد ادنی
علی الضریح۔ بعثك ملك بنی ساسان لارتجاس الایوان۔ وخمود النیران۔ ورؤیا الموبذان۔
رائ ابلا صعابا۔ تقود خیلا اعرابا۔ قد قطعت دجلۃ وانتشرت فی بلاد فارس یا عبد المسیح
اذا ظہرت التلاوۃ۔ وغارت بحیرۃ ساوہ۔ وخرج صاحب الھراوۃ۔ وفاض وادی السماوہ۔ فلیست
الشام لسطیح بشام یملك منھم ملوك وملکات۔ علی عدد الشرافات۔ وکلما ھو آت آت
یعنی اے عبدالمسیح۔ تو سطیح کے پاس آتا ہے حالانکہ وہ تو پا در گور ہے۔ تجھ کو بنی ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے کیونکہ
اُس کا محل لوکھڑا گیا ہے اور آگ بجھ گئی ہے۔ اور موبذان نے خواب میں دیکھا ہے کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں
کو لئے جاتے ہیں یہاں تک کہ اُنہوں نے دجلہ کو عبور کیا اور بلاد فارس میں پھیل گئے۔ اے عبدالمسیح جب
تلاوت ظاہر ہوگی اور بحیرہ ساوہ زمین میں جذب ہو جائے گا۔ اور صاحب عصا (یعنے محمد مصطفےٰ) ظاہر ہو جائے گا۔
اور وادی سماوہ لبالب ہو جائے گی۔ تو شام سطیح کے لئے شام نہ رہے گا۔ اُنہیں سے کنگروں کے عدد کے موافق
بادشاہ اور ملکہ ہونگی۔ اور جو آنے والا ہے۔ آکر رہے گا انتہے۔ یہ کہہ کر سطیح مرگیا جیسا اُس نے کہا تھا۔ ظہور میں آیا۔
نوشیرواں سے یزدگرد تک چودہ ملک و ملکہ تخت فارس پر بیٹھے۔ پھر تمام فارس مسلمانوں کے قبضہ میں
آگیا۔

لہ یہ بحیرہ چھ میل لمبا اور اُسی قدر چوڑا تھا۔ ایسے بڑے بحیرے کا خشک ہو جانا منجملہ خوارق ہے۔

لہ سماوہ ایک گاؤں تھا شام و کوفہ کے درمیان۔

لہ یہ ارشاد جناب رسالت مآب نے فتح مکہ کے روز فرمایا تھا۔ جیسا کہ کتب حدیث سے ظاہر ہے۔

وَالرَّاجِحُ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ ثَانِي عَشَرَ مِنْ شَهْرِ
رَبِيعِ الْاَوَّلِ مِنْ عَامِ الْفِيلِ الَّذِي صَدَّهُ اللّٰهُ
عَنِ الْحَرَمِ وَحَمَاهُ ○

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمِ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيمِ

وَاَرْضَعَتْهُ اُمُّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامًا
ثُمَّ اَرْضَعَتْهُ ثُوَيْبَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ ○ الَّتِي اَعْتَقَهَا
اَبُو لَهَبٍ حِينَ وَافَتْهُ عِنْدَ مِيلَادِهٖ عَلَيْهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِبُشْرَاهُ ○ فَاَرْضَعَتْهُ مَعَ
اِبْنِهَا مَسْرُوحٍ وَاَبِي سَلَمَةَ وَهِيَ بِهٖ حَفِيَّةٌ ○
وَاَرْضَعَتْ قَبْلَهُ حَمْزَةَ الَّذِي حُمِدَ فِي نُصْرَةِ
الدِّينِ سُرَاهُ ○ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَبْعَثُ اِلَيْهَا بِصِلَةٍ وَّكِسْوَةٍ هِيَ بِهَا حَرِيَّةٌ ○ اِلَى
اَنْ اَوْرَدَ هَيْكَلَهَا رَائِدُ الْمَنُونِ الضَّرِيحَ وَاَوَارَهُ
قِيلَ عَلَى دِينِ قَوْمِهَا الْفِئَةِ الْجَاهِلِيَّةِ ○
وَقِيلَ اَسْلَمَتْ اَثْبَتَ الْخِلَافَ ابْنُ مَنْدَةَ وَحَكَاهُ ○
ثُمَّ اَرْضَعَتْهُ الْفَتَاةُ حَلِيمَةُ السَّعْدِيَّةُ ○

قول راجح یہ ہے کہ آپ کی پیدائش دوشنبہ کے دن ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ سال فیل میں ہوئی۔ وہ فیل جس کو اللہ نے حرم شریف سے روک لیا اور اُسے بچالیا۔[1]

الہی بعطر درود وسلام معطر بکن قبر خیر الانام

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ نے کئی دن دودھ پلایا۔ پھر ثویبہ نے جو بنی اسلم سے تھی آپ کو دودھ پلایا۔ اسی ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کردیا تھا جس وقت وہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشخبری لے کر اُس کے پاس آئی تھی۔ ثویبہ نے آپ کو اپنے بیٹے مسروح اور ابوسلمہ (ابن عبدالاسد مخزومی) کے ساتھ دودھ پلایا تھا۔ اور وہ آپ پر بڑی مہربان تھی۔ آپ سے پہلے ثویبہ نے حضرت حمزہ (ابن عبدالمطلب) کو دودھ پلایا تھا۔ جن کی جوانمردی دین کی مدد میں تعریف کی گئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ثویبہ کو انعام ولباس بھیجا کرتے تھے جس کی وہ سزاوار تھیں۔ یہاں تک کہ موت کے قاصد نے اُس کی میت کو شق قبر میں اُتار دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم یعنی جاہلی گروہ کے دین پر مری۔ اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوگئی تھی۔ اس خلاف کو ابن مندہ[2] نے ثابت کیا اور حکایت کیا ہے۔ پھر آپ کو جوان عورت حلیمہ سعدیہ[3] نے دودھ پلایا۔ اور قوم میں سے ہر ایک نے

[1] قصہ اصحاب فیل قرآن میں مذکور ہے۔

سے حاشیہ صفحہ ۲۳) ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ امام و حافظ حدیث تھے - ابو الشیخ نے کہا کہ وہ ہمارے استادوں کے
استاد اور انکے امام ہیں انہوں نے سہل بن عثمان کا زمانہ پایا ہے - رجب سنہ تین سو ایک ہجری میں وفات پائی -
علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اُنکا حال لکھا ہے - سیرت حلبیہ میں ہے کہ ثویبہ کے اسلام لانے کو سوائے ابن مندہ کے
کسی نے ذکر نہیں کیا - حافظ ابن حجر نے کہا کہ طبقات ابن سعد میں وہ قول مذکور ہے جو دلالت کرتا ہے کہ ثویبہ ایمان نہ
لائی تھی - لیکن ابن مندہ کی نقل اس سے رد نہیں ہو سکتی - اور سیوطی کے خصائص صغرےٰ میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو جن عورتوں نے دودھ پلایا وہ سب اسلام لائی ہیں مگر ثویبہ کے بیٹے مسروح کے ایمان لانے پر میں واقف نہیں
ہوا انتہٰے

سے ابن اسحاق نے بروایت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب لکھا ہے کہ حلیمہ نے کہا کہ میں اپنے شہر سے مع اپنے خاوند
اور بچے کے بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ شیر خوار بچوں کی تلاش میں نکلی - قحط سالی کا یہ عالم تھا کہ ہمارے پاس کچھ نہ
رہا تھا - میں اپنی سفید دراز گوش پر سوار تھی اور ہمارے ساتھ ہماری عمر رسیدہ اونٹنی تھی جو اللہ کی قسم دودھ کا ایک قطرہ
بھی نہ دیتی تھی - بھوک سے اپنے بچے کی گریہ وزاری کے سبب ہم رات بھر نہ سوتے تھے - نہ تو میری چھاتی میں اتنا دودھ
تھا کہ اُسے کافی ہوتا اور نہ اونٹنی دودھ دیتی تھی کہ اُس کی صبح کی خوراک بنتا - مگر ہم بارش و کشائش کی امید کرتے تھے -
القصہ میں اپنی دراز گوش پر سوار ہو کر نکلی جو ایسی کمزور و لاغر تھی کہ اُس نے قافلے کو روک رکھا یہاں تک کہ یہ خیر
اُن پر گراں گذری - اِس طرح ہم مکہ میں پہنچے - ہم میں سے جس عورت پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیش کئے جاتے
تھے - وہ انکار کر دیتی تھی جب اُسے یہ کہا جاتا تھا کہ وہ یتیم ہیں - اِس کی وجہ یہ تھی کہ ہم بچے کے باپ سے بھلائی کی
امید کیا کرتی تھیں - ہم کہا کرتی تھیں کہ فلاں تو یتیم ہے - اُس کی ماں اور دادا کیا سلوک کرے گا - پس ہم یتیم
کو اس سبب سے پسند نہ کیا کرتی تھیں - میرے ساتھ کی عورتوں کو تربیت کے لئے بچے مل گئے - واپسی کے وقت
میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ کسی شیر خوار بچے کے بغیر واپس جاؤں - اللہ کی قسم - میں اُس یتیم
کو لے چلتی ہوں - اُس نے کہا کچھ مضائقہ نہیں اُسے ہی لے چلو - خدا اُس میں ہمیں برکت دیگا - میں اُسے ساتھ
لے کر گھر کیطرف چلی - جب میں نے اُسے اپنی گود میں لیا - تو میری دونو چھاتیوں سے دودھ نکل آیا - دائیں
چھاتی سے آپ نے اور بائیں سے آپ کے دودھ بھائی (عبداللہ بن الحرث) نے پیا یہاں تک کہ دونو
سیر ہو گئے اور سو گئے - میرا خاوند اُس اونٹنی کیطرف اُٹھا - ناگاہ اُس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے - اُس نے
اتنا دودھ دوہا کہ میرے خاوند اور میں نے سیر ہو کر پیا - اور رات آرام سے گذری - جب صبح ہوئی - تو میرا خاوند کہتا تھا -

وَكَانَ قَدْ رُدَّ كُلٌّ مِنَ الْقَوْمِ ثَدْيَهَا لِفَقْرِهَا وَأَبَاهُ ○ فَأَخْصَبَ عَيْشُهَا بَعْدَ الْمَحْلِ قَبْلَ الْعَشِيَّةِ ○ وَدَرَّ ثَدْيُهَا بِدَرٍّ لِبَنِهِ الْيَمِينُ مِنْهُمَا وَلَبَنِ الْأُخْرِ لِأَخَاهُ ○ وَأَصْبَحَتْ بَعْدَ الْهُزَالِ وَالْفَقْرِ غَنِيَّةً ○ وَسَمِنَتِ الشَّارِفُ لَدَيْهَا وَالشِّيَاهُ ○ وَانْجَابَ عَنْ جَانِبِهَا كُلُّ مُلِمَّةٍ وَرَزِيَّةٍ ○ وَطَرَّزَ السَّعْدُ بُرْدَ عَيْشِهَا الْهَنِيِّ وَوَشَّاهُ ○

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيم
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيم

وَكَانَ يَشِبُّ فِي الْيَوْمِ شَبَابَ الصَّبِيِّ فِي

اُس کی چھاتی کو محتاجی کے سبب رد کر دیا تھا اور دودھ پلوانے سے انکار کر دیا تھا پس حلیمہ تنگی کے بعد شام سے پہلے خوشحال ہو گئی اور اس کی چھاتیوں سے بکثرت دودھ نکلا۔ داہیں چھاتی سے آنحضرت کو اور بائیں سے آپکے رضاعی بھائی (عبد اللہ بن الحرث) کو دودھ پلایا۔ اور وہ لاغری اور محتاجی کے بعد مالدار ہو گئی اور اس کی عمر رسیدہ اونٹنی اور بکریاں موٹی ہو گئیں۔ اس کی ساری سختی اور مصیبت دور ہو گئی۔ اور سعادت نے اس کی خوشگوار زندگی کی چادر کو بوٹیدار اور منقش کر دیا۔

الہیٰ بعطر درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عنایت الہیٰ سے ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) اے حلیمہ۔ اللہ کی قسم تو نے مبارک بچہ لیا ہے۔ پھر ہم روانہ ہوئے۔ میں نے آنحضرت کو اپنے ساتھ دراز گوش پر سوار کر لیا۔ وہ دراز گوش قافلے کو پیچھے چھوڑ گئی۔ انکے دراز گوشوں میں سے کوئی اس کے برابر نہ چل سکتا تھا۔ میرے ساتھ کی عورتیں متعجب ہو کر کہتی تھیں۔ اے ابو ذویب کی بیٹی۔ کیا یہ وہی دراز گوش نہیں۔ جس پر تو سوار ہو کر نکلی تھی۔ میں ان سے کہتی تھی۔ اللہ کی قسم۔ یہ تو وہی ہے۔ اس طرح ہم اپنے گھر پہنچے۔ آنحضرت کی برکت سے میرا ریوڑ شام کو سیر ہو کر آتا اور خوب دودھ دیتا۔ دوسروں کے ریوڑ بھوکے آتے اور دودھ کا ایک قطرہ نہ دیتے۔ جب آپ دو سال کے ہو گئے۔ تو میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ اور آپ کی والدہ کے پاس لے کر آئی۔ میں نے ان سے کہا۔ کاش تو اپنے بیٹے کو میرے پاس رہنے دے یہاں تک کہ قوی ہو جائے۔ کیونکہ مجھے اس پر وبائے مکہ کا ڈر ہے۔ پس بی بی آمنہ نے آپ کو ہمارے ساتھ واپس کر دیا۔ اللہ کی قسم ہمیں آئے ہوئے کچھ مہینے (دو یا تین) گزرے تھے کہ ایک روز آپ اپنے دودھ بھائی کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے ہماری بھیڑوں میں تھے۔ کہ ناگاہ آپ کا بھائی دوڑا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) اس قریشی بھائی کو دو شخصوں نے پکڑ لیا جن پر سفید کپڑے ہیں اور پہلو کے بل لٹا دیا۔ پس اس کا پیٹ پھاڑا اور وہ دونوں اس کے پیٹ میں اپنا ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں۔ اس پر میں اور آپ کا باپ آپ کی طرف نکلے۔ دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں اور آپ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ میں اور آپ کا باپ دونو آپ کے گلے لپٹ گئے۔ پس ہم نے کہا۔ بیٹے تجھے کیا ہوا۔ آپ نے تمام ماجرا بیان کیا۔ پس ہم آپ کو اپنے خیمہ میں لے آئے۔ میرے خاوند نے کہا۔ اے حلیمہ۔ مجھے ڈر ہے اس لڑکے کو کسی جن بھوت کا آسیب ہے۔ اسے آسیب ظاہر ہونے سے پہلے اس کے کنبے میں چھوڑ آ۔ میں آپ کو لے کر آپ کی ماں کے پاس آئی۔ اور بڑے اصرار کے بعد ان سے حقیقت حال بیان کی۔ ماں نے کہا۔ اللہ کی قسم۔ ان پر شیطان کو کوئی دخل نہیں۔ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔ مختصر از سیرت ابن ہشام۔ اس تمام قصے کو اسحاق ابن راہویہ اور ابو یعلےٰ اور طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ شرح ابن حجر علے الہمزیہ

لہ جو عورتیں محتاج ہوتی ہیں۔ قلت غذا کے سبب ان کی چھاتی میں عموماً دودھ کم ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص انہیں کچھ دے۔ وہ عموماً اسے اپنے کھانے میں صرف نہیں کرتیں۔ بلکہ دیگر ضروریات میں صرف کر دیتی ہیں۔ چونکہ حلیمہ محتاج تھیں۔ اس لئے قوم میں سے کوئی اسے بچہ تربیت کے لئے نہ دیتا تھا۔

الشَّهرِ بِعِنَايَةٍ رَبَّانِيَّةٍ ○ فَقَامَ
عَلٰى قَدَمَيهِ فِي ثَلَاثٍ وَمَشٰى فِي
خَمسٍ - وَقَوِيَت فِي تِسعٍ مِّنَ الشُّهُورِ
بِفَصِيحِ النُّطقِ قُوَاهُ ○ وَشَقَّ المَلَكَانِ
صَدرَهُ الشَّرِيفَ لَدَيهَا وَاَخرَجَا
مِنهُ عَلَقَةً دَمَوِيَّةً ○ وَاَزَالَا مِنهُ
حَظَّ الشَّيطَانِ وَبِالثَّلجِ غَسَلَاهُ ○
وَمَلَاٰهُ حِكمَةً وَّمَعَانِي اِيمَانِيَّةٍ ○
ثُمَّ خَاطَاهُ وَبِخَاتِمِ النُّبُوَّةِ خَتَمَاهُ ○
وَوَزَنَاهُ فَرَجَحَ بِاَلفٍ مِّن اُمَّتِهٖ اُمَّةِ الخَيرِيَّةِ ○

میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرے لڑکے ایک مہینے
میں بڑھتے ہیں۔ تین مہینے میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے
لگے۔ پانچ مہینے میں چلنے لگے۔ اور نو مہینے میں آپ کے
قوی فصیح کلام کرنے پر قادر ہو گئے۔ جب آپ حلیمہ ہی
کے ہاں تھے تو دو فرشتوں نے آپ کا سینہ مبارک
پھاڑا۔ اس میں سے ایک خون کی پھٹکی نکالی۔ اور
آپ سے شیطان کا حصہ نکال ڈالا۔ اور اس کو برف
سے دھویا اور حکمت اور ایمان کی باتوں سے بھر دیا۔
پھر اسے سی دیا۔ اور مہر نبوت[1] کے ساتھ اس پر نشان
کر دیا۔ اور آپ کو وزن کیا۔ تو آپ اپنی نیک امت کے
ہزار آدمیوں پر وزن میں غالب آ گئے[2]۔

[1] وہ مہر نبوت جو آپ کی نبوت کی علامت تھی۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔ اور بوقت تولد موجود تھی۔ اور جو یہاں مذکور ہے وہ سینہ مبارک پر لگائی گئی تھی۔ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو سیرت حلبیہ۔

[2] ابن اسحاق نے بروایت خالد بن معدان الکلاعی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد شق صدر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ آپ کو آپ کی امت کے دس آدمیوں کے مقابل وزن کرو۔ پس اسنے مجھے دس کے مقابل وزن کیا۔ میں وزن میں ان پر غالب رہا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کی امت کے سو کے مقابل وزن کرو۔ پس اس نے سو کے مقابل مجھے وزن کیا پس میں وزن میں ان پر غالب آیا۔ پھر اسنے کہا کہ آپ کی امت کے ہزار کے مقابل وزن کرو پس اس نے مجھے ہزار کے مقابل وزن کیا۔ پس میں وزن میں ہزار پر غالب آیا۔ تب اس نے کہا۔ ان کو جانے دیں۔ اللہ کی قسم اگر تو ان کو ان کی ساری امت کے مقابل وزن کرے گا۔ تو البتہ آپ اس پر بھی وزن میں غالب آئیں گے۔
سیرت ابن ہشام

وَنَشَأَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَكْمَلِ الْأَوْصَافِ مِنْ صِبَاهُ ۝ فَرَدَّتْهُ إِلٰى أُمِّهِ وَهِيَ بِهٖ غَيْرُ سَخِيَّةٍ حَذَرًا مِنْ أَنْ يُصَابَ بِمُصَابٍ حَادِثٍ تَخْشَاهُ ۝ وَوَفَدَتْ عَلَيْهِ حَلِيمَةُ فِي أَيَّامِ خَدِيجَةَ السَّيِّدَةِ الْوَضِيَّةِ ۝ فَحَبَاهَا مِنْ حِبَائِهِ الْوَافِرِ بِحِبَاهُ ۝ وَقَدِمَتْ عَلَيْهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَامَ إِلَيْهَا وَأَخَذَتْهُ الْأَرْيَحِيَّةُ ۝ وَبَسَطَ لَهَا مِنْ رِدَائِهِ الشَّرِيفِ بِسَاطَ بِرِّهٖ وَنَدَاهُ ۝ وَالصَّحِيحُ أَنَّهَا أَسْلَمَتْ مَعَ زَوْجِهَا وَالْبَنِينَ وَالذُّرِّيَّةِ ۝ وَقَدْ عَدَّهُمْ فِي الصَّحَابَةِ جَمْعٌ مِنْ ثِقَاتِ الرُّوَاةِ ۝

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمٍ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بچپن سے کامل ترین اوصاف پر نشو ونما پایا۔ پھر حلیمہ نے اگرچہ اُس کا جی تو نہ چاہتا تھا آپ کو آپ کی والدہ کے سپرد کیا مبادا آپ کو کوئی نئی مصیبت پہنچے جس سے وہ ڈرتی تھی۔ پاکیزہ سیدہ خدیجہ کے زمانے میں حلیمہ آنحضرت کے پاس آئی تھی۔ تو آپ نے بڑی بخشش سے اُسے بہت کچھ دیا۔ اور جب آپ کے پاس حنین[1] کے دن آئی۔ تو آپ اُس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ کو خوشی حاصل ہوئی اور اپنی چادر مبارک سے اپنے احسان و بخشش کا فرش بچھایا۔ صحیح یہ ہے کہ حلیمہ اپنے خاوند اور لڑکوں اور نسل سمیت ایمان لائیں اور ثقہ راویوں کے ایک گروہ نے اُن سب کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

شعر

الٰہی بعطرِ درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

[1] حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک جنگل کا نام ہے۔ یہاں ایک بڑی بھاری لڑائی جناب رسالتمآب اور کفار ہوازن و ثقیف کے درمیان ہوئی تھی۔ مسلمان بارہ ہزار اور کفار چار ہزار تھے۔ مسلمان چونکہ اپنی کثرت پر نازاں تھے۔ اس لئے پہلے حملے میں اُنکو ہزیمت ہوئی۔ مگر لوٹ کر اُنھوں نے خوب لڑائی کی۔ جناب سرور کائنات نے اپنا دلدل زمین پر بٹھلا کر ایک مشتِ خاک کفار پر پھینک دی۔ فوراً کفار کی فوج شکست کھا کر بھاگ نکلی۔ منجملہ قیدیوں کے شیماء بنت الحارث جو آپ کی رضاعی بہن تھی گرفتار ہو کر آئی۔ اُس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اِسکی کوئی نشانی۔ شیماء نے جواب دیا کہ آپ نے ایک دفعہ میری پیٹھ پر کاٹا تھا۔ آپ نے اُس کی پشت پر نشان دیکھ کر اس کے لئے اپنی چادر بچھائی اور فرمایا۔ اگر تو چاہے۔ تو میرے پاس رہ۔ اگر چاہے تو زادِ راہ وغیرہ دے کر تیری قوم میں پہنچا دوں۔ اُسنے عرض کی کہ مجھے اپنی قوم میں پہونچا دیجئے۔ پس آپ نے اُس کو اُسکی قوم میں پہونچا دیا۔ ابو عمر (مصنف استیعاب) نے کہا کہ شیماء اسلام لے آئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَلَمَّا بَلَغَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَرْبَعَ سِنِيْنَ
خَرَجَتْ بِهٖ اُمُّهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ النَّبَوِيَّةِ ○ ثُمَّ
عَادَتْ فَوَافَتْهَا بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِشِعْبِ الْحَجُوْنِ
الْوَفَاةُ ○ وَحَمَلَتْهُ حَاضِنَتُهٗ اُمُّ اَيْمَنَ الْحَبَشِيَّةُ
الَّتِيْ زَوَّجَهَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَعْدُ
مِنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَاهُ ○ وَاَدْخَلَتْهُ عَلٰى
جَدِّهٖ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَضَمَّهٗ اِلَيْهِ وَرَقَّ لَهٗ
وَاَعْلٰى رُقِيَّهٗ ○ وَقَالَ اِنَّ لِابْنِيْ هٰذَا لَشَانًا
عَظِيْمًا فَبَخٍ بَخٍ لِمَنْ وَقَّرَهٗ وَوَالَاهُ ○ وَلَمْ تَشْكُ
فِيْ صِبَاهُ جُوْعًا وَلَا عَطَشًا قَطُّ نَفْسُهُ الْاَبِيَّةُ ○

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چار برس کے ہوئے
تو آپ کی والدہ[1] آپ کو ساتھ لے کر مدینۃ النبی میں آئیں۔
پھر واپس آئیں۔ تو ابوا یا حجون کی گھاٹی میں ان
کی موت آپہونچی پس آنحضرت کی خادمہ ام ایمن[2] حبشیہ
نے جس کا نکاح آپ نے اس کے بعد اپنے آزاد کئے ہوئے
غلام زید بن حارثہ سے کر دیا تھا آپ کو اوٹھالیا اور آپ کے
دادا عبد المطلب کے پاس لائیں۔ عبد المطلب نے آپ کو
اپنے آغوش تربیت میں لیا۔ اور آپ پر شفقت کی اور
آپ کی بڑی حمایت کی۔ اور کہا کہ میرے اس بیٹے کی بڑی
شان ہے۔ پس شاباش اوس کو جو آپ کی تعظیم کرے
اور آپ کے قانع نفس نے بچپن میں کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸) نے اسے تین غلام اور ایک لونڈی اور اونٹ اور بکریاں عطا کیں اور اوسکا نام حذافہ رکھا اور کہا کہ شیماء اوسکا لقب تھا۔ زاد المعاد لابن القیم

[1] بی بی آمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس غرض سے مدینہ میں لے گئی تھیں کہ میرے رشتہ دار بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوں

[2] ام ایمن کنیت ہے برکہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن النعمان کی۔ یہ پہلے عبید الحبشی کے نکاح میں تھیں جس سے ایمن پیدا ہوے جو یوم حنین میں شہید ہوئے۔ اس ایمن کے سبب اونکی کنیت ام ایمن ہے۔ عبید کے بعد آنحضرت نے انکا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا جنکا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ زید سے اسامہ پیدا ہوے جنہوں نے سنہ ۵۴ ہجری میں خلافت معاویہ میں انتقال کیا۔ ام ایمن آنحضرت کو اپنے والد سے میراث میں آئی تھی۔ جب آنحضرت نے حضرت خدیجہ رض سے نکاح کیا تو اوس کو آزاد کر دیا تھا۔ ام ایمن نے دو ہجرتیں کیں۔ پہلے حبشہ کیطرف پھر مدینہ طیبہ کیطرف۔ حضور فرمایا کرتے تھے ام ایمن امی بعد امی یعنے میری ماں کے بعد ام ایمن میری ماں ہے۔ اور اونکی زیارت کو اوسکے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح اونکی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ الاستیعاب لابن عبد البر۔

وَكَثِيْرًا مَا غَدَا فَاغْتَذَى بِمَآءِ زَمْزَمَ فَاَشْبَعَهٗ وَاَرْوَاهُ ○ وَلَمَّا اُنِيْخَتْ بِفِنَاءِ جَدِّهٖ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَطَايَا الْمَنِيَّةِ ○ كَفَلَهٗ عَمُّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ شَقِيْقُ اَبِيْهِ عَبْدِاللّٰهِ ○ فَقَامَ بِكَفَالَتِهٖ بِعَزْمٍ قَوِيٍّ وَهِمَّةٍ وَحَمِيَّةٍ ○ وَقَدَّمَهٗ عَلَى النَّفْسِ وَالْبَنِيْنَ وَرَبَّاهُ ○ وَلَمَّا بَلَغَ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً رَحَلَ بِهٖ اِلَى الْبِلَادِ الشَّامِيَّةِ ○

اور اکثر آپ صبح کو ... جاتے - پس زمزم کا پانی پیتے - اور سیر وسیراب ہو جاتے - جب موت کی سواریاں آپ کے دادا عبدالمطلب کے صحن میں بٹھائی گئیں - تو آپ کے چچا ابو طالب جو آپ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے آپ کے کفیل ہوئے - ابو طالب نے محکم ارادے اور ہمت وغیرت سے آپ کی کفالت کو انجام دیا - اور آپ کو اپنی ذات اور بیٹوں پر مقدم رکھا - اور آپ کی پرورش کی - جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی - تو ابو طالب آپ کو ملک شام کے شہروں کی طرف لے گیا -

ل‍ه دلائل ابی نعیم میں حدیث ام ایمن میں یوں مذکور ہے - قالت ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکا جوعًا قط ولا عطشًا - فکان یغدو اذا اصبح فیشرب من ماء زمزم شربة فربما عرضنا علیہ الغداء فیقول لا ارید انا شبعان - ترجمہ - ام ایمن نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کی ہو - جب صبح ہوتی - تو آپ جاتے - پس زمزم کا پانی پیتے - بہت دفعہ ہم صبح کا کھانا آپ کے آگے پیش کرتے - تو آپ فرماتے میں نہیں چاہتا - میں سیر ہوں -

ک‍ه ابو طالب نے ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعا کی تھی جو حضور کی برکت سے فورًا قبول ہوئی تھی - چنانچہ ابن عساکر نے بروایت عرفطہ یوں ذکر کیا ہے - قال قدمت مکة وهم فی سنة قحط فقالت قریش یا ابا طالب اقحط الوادی واجدب العیال فهلم فاستسق فخرج ابو طالب ومعه غلام کانه شمس دجن انجلت عنه سحابة قتماء وحوله اغیلمة فاخذ ابو طالب الغلام والصق ظهره بالکعبة ولاذ الغلام باصبعه وما فی السماء قزعة فاقبل السحاب من هٰهنا وهٰهنا

واغدق واغدودق وانفجرله الوادی واخصب النادی والبادی وفی ذلك یقول ابوطالب

ؔ وابیض یستسقی الغمام بوجهه۔ ثمال الیتامی عصمة للارامل۔

ترجمہ عرفطہ (ابن الحباب صحابی) نے کہا۔ میں مکہ میں آیا اور اہل مکہ قحط سالی میں مبتلا تھے۔ قریش نے کہا۔ اے ابوطالب۔ جنگل قحط زدہ ہوگیا۔ اور ہمارے زن و فرزند قحط میں مبتلا ہیں۔ پس آ اور بارش کے لئے دعا کر۔ ابوطالب نکلا اور اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا وہ تاریکئ ابر کا آفتاب تھا کہ جس سے سیاہ بادل دور ہوگیا ہو۔ اور اس کے گرد چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے۔ پس ابوطالب نے لڑکے کو لیا اور اپنی پیٹھ کعبہ سے لگائی اور اس لڑکے (محمد مصطفےٰ) نے اس کی انگلی پکڑی۔ اور آسمان میں کوئی بادل کا ٹکڑا نہ تھا۔ پس بادل چاروں طرف سے آنے لگے۔ اور مینہ برسا اور بہت برسا۔ اور جنگل میں پانی ہی پانی جاری ہوا اور شہری و بدوی خوشحال ہوگئے۔

اس بارے میں ابوطالب کہتا ہے ؎ وہ (محمد مصطفےٰ) گورے ہیں جن کے چہرے کے وسیلے سے نزول باراں طلب کیا جاتا ہے۔ آپ یتیموں کے ملجا و ماوا اور رانڈوں یا درویشوں کے محافظ ہیں۔

انتہے قسطلانی و شرح ابن حجر

وَقَدْ عَرَفَهُ الرَّاهِبُ بَحِيْرَا بِمَا حَازَهُ مِنْ وَصْفِ النُّبُوَّةِ وَحَوَاهُ ○ وَقَالَ إِنِّي أَرَاهُ سَيِّدَ الْعٰلَمِيْنَ وَرَسُوْلَ اللّٰهِ وَنَبِيَّهٗ ○	اور بحیرا راہب نے آپ کو ان اوصاف نبوت سے پہچان لیا جو آپ میں موجود تھے اور کہا کہ میں آپ کو سارے جہان کا سردار اور اللہ کا رسول اور اس کا نبی گمان کرتا ہوں۔

۱ عن ابی موسی قال خرج ابو طالب الی الشام وخرج معه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اشیاخ من قریش فلما اشرفوا علی الراھب ھبطوا فحلوا رحالھم فخرج الیھم الراھب وکانوا قبل ذلک یمرون به فلا یخرج الیھم قال فھم یحلون رحالھم فجعل یتخللھم الراھب حتی جاء فاخذ بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھذا سید العالمین ھذا رسول رب العلمین یبعثہ اللہ رحمۃ للعلمین فقال له اشیاخ من قریش ما علمک به فقال انکم حین اشرفتم من العقبۃ لم یبق شجر ولا حجر الا خر ساجدا ولا یسجدان الا لنبی وانی اعرفه بخاتم النبوۃ اسفل من غضروف کتفه مثل التفاحۃ۔ ثم رجع فصنع لھم طعاما فلما اتاھم به کان ھو فی رعیۃ الابل فقال ارسلوا الیه فاقبل وعلیه غمامۃ تظله فلما دنا من القوم وجدھم قد سبقوہ الی فیٔ شجرۃ فلما جلس مال فیٔ الشجرۃ علیه فقال انظروا الی فیٔ الشجرۃ مال علیه فقال انشدکم علیه ایکم ولیه قالوا ابو طالب فلم یزل یناشدہ حتی ردہ ابو طالب وبعث معه ابو بکر بلالاً وزودہ الراھب من الکعک والزیت رواہ الترمذی (مشکوۃ۔ باب فی المعجزات) ترجمہ ابو موسی سے روایت ہے۔ کہا کہ ابو طالب شام کی طرف نکلا اور اس کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم قریش کے بڑھوں میں نکلے۔ جب راہب (بحیرا) کے قریب پہونچے۔ تو اترے اور اپنے کجاووں کو کھولنے لگے۔ پس راہب ان کی طرف نکلا۔ اور اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گزرتے تھے۔ پس انکی طرف نہ نکلتا تھا۔ راوی نے کہا۔ وہ اپنے کجاوے کھولتے تھے اور راہب انکے درمیان پھرتا تھا یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس آیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کہا یہ سارے جہان کا سردار ہے۔ رب العالمین کا رسول ہے۔ اللہ اس کو سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریش کے بڑھوں نے پوچھا۔ تجھے کیونکر معلوم ہوا۔ کہا۔ جس وقت تم گھاٹی سے چڑھے۔ کوئی درخت اور پتھر باقی نہ رہا۔ مگر سجدے میں گر پڑا۔ اور درخت اور پتھر نبی کے سوا دوسرے شخص کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور میں ان کو مہر نبوت سے

قَدْ سَجَدَ لَهُ الشَّجَرُ وَالْحَجَرُ وَلَا يَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِیٍّ اَوَّاہٍ ۝ وَاِنَّا لَنَجِدُ نَعْتَهٗ فِی الْکُتُبِ الْقَدِیْمَةِ السَّمَاوِیَّةِ ۝ وَبَیْنَ کَتِفَیْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ قَدْ عَمَّهُ النُّوْرُ وَعَلَاهُ ۝ وَاَمَرَ عَمَّهٗ بِرَدِّہٖ اِلٰی مَکَّةَ تَخَوُّفًا عَلَیْهِ مِنْ اَهْلِ دِیْنِ الْیَهُوْدِیَّةِ ۝ فَرَجَعَ بِهٖ وَلَمْ یُجَاوِزْ مِنَ الشَّامِ الْمُقَدَّسِ بُصْرَاهُ ۝

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْکَرِیْم
بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِیْم

تحقیق درختوں اور پتھروں نے آپ کو سجدہ کیا ہے۔ اور درخت اور پتھر سوائے رحم دل نبی کے کسی شخص کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور ہم البتہ آپ کی نعت کو پرانی آسمانی کتابوں میں پاتے ہیں۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے جس کو نور نے گھیرا ہوا ہے۔ اور آپ کے چچا سے کہا کہ اِن کو مکہ میں واپس لے جاؤ کیونکہ ڈر ہے کہیں یہودی انکو قتل کر دیں۔ پس ابوطالب آپ کو واپس لے آیا اور شام مقدس کے شہر بصرے سے آگے نہ بڑھا۔

الٰہی معطر درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳۲) جو کہ آپ کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر راہب واپس آیا اور اُنکے لئے کھانا تیار کیا۔ جب وہ اُنکے پاس کھانا لایا۔ تو آنحضرت اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے۔ کہا۔ آپ کو بلالو۔ پس آپ آئے اور آپ پر بادل سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب آپ قوم کے نزدیک آئے۔ تو اُنکو درخت کے سایہ کیطرف آگے بڑھے ہوئے پایا۔ جب آپ بیٹھے۔ تو درخت کا سایہ آپ کیطرف ہٹ آیا۔ راہب نے کہا۔ دیکھو درخت کا سایہ آپ کیطرف ہٹ آیا۔ پس کہا تمہیں خدا کی قسم۔ بتاؤ۔ انکا ولی کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابو طالب۔ پس وہ اُس کو خدا کی سوگند دیتا رہا یہاں تک کہ ابوطالب نے آپ کو واپس کر دیا۔ اور ابوبکر رض نے آپ کے ساتھ بلال کو بھیجا۔ اور راہب نے آپ کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادراہ کے لئے دیا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے انتہے۔ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی شے منکر نہیں مگر الفاظ بعث معہ ابوبکر بلالا۔ احتمال ہے کہ یہ الفاظ اس حدیث میں مدرج ہوں اور کسی راوی کے وہم کے سبب کسی دوسری حدیث سے منقطع ہوں۔

لہ عرب میں حرام مہینوں میں جو جنگ ہوئے انہیں حروب فجار کہتے ہیں۔ فجار چار ہیں۔ اخیر جنگ فجار میں جو چار سال تک جاری رہا پانچ لڑائیاں ہوئیں۔ یہ لڑائیاں قریش و کنانہ اور ہوازن کے درمیان تھیں۔ تین میں ہوازن غالب رہے۔ چوتھی لڑائی میں جسے یوم شرب کہتے ہیں جناب رسالت مآب کے چچا آپ کو بھی لے گئے تھے یہ حضور کے وجود باجود کی برکت تھی کہ اس روز قریش و کنانہ غالب رہے۔ اس وقت حضور کی عمر چودہ سال کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کنت

وَلَمَّا بَلَغَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ سَنَةً سَافَرَ اِلٰى
بُصْرٰى فِيْ تِجَارَةٍ لِخَدِيْجَةَ الْغَنِيَّةِ ○
وَمَعَهٗ غُلَامُهَا مَيْسَرَةُ يَخْدُمُهٗ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَقُوْمُ
بِمَا عَنَاهُ ○ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ
لَدٰى صَوْمَعَةِ نَسْطُوْرَ رَاهِبِ النَّصْرَانِيَّةِ ○
فَعَرَفَهُ الرَّاهِبُ اِذْ مَالَ اِلَيْهِ ظِلُّهَا الْوَارِفُ وَاٰوَاهُ ○

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پچیس سال کے ہوئے۔
مالدار عورت خدیجہ کے لئے آپ بطور تجارت ملک شام
کو تشریف لے گئے آپ کے ساتھ خدیجہ کا غلام میسرہ
تھا جو آپ کی خدمت کرتا تھا اور آپ کی ضروریات کا
متکفل تھا۔ پس آپ ایک نصرانی راہب نسطور نام
کے گرجے کے پاس ایک درخت کے نیچے اترے۔ اس درخت
کا دراز سایہ آپ کیطرف جھک آیا اور آپ کو پناہ دی۔
یہ دیکھ کر اس راہب نے آپ کو پہچان لیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) انبل علی اعمامی یعنی میں اپنے چچاؤں سے انکے دشمن کے تیر روکتا تھا۔ تفصیل کے لئے
دیکھو العقد الفرید لابن عبدربہ اور سیرت ابن ہشام۔

لہ دلائل حافظ ابی نعیم میں یہ قصہ بالاسناد مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ فتطلع الراهب الیٰ
میسرة وکان یعرفه فقال یا میسرة من هذا الذی نزل تحت هذه الشجرة فقال من
قریش من اهل الحرم قال له الراهب ما نزل تحت هذه الشجرة قط الا نبی ثم قال
افی عینیه حمرة قال میسرة نعم لا تفارقه قط قال الراهب هذا هو وهو اٰخر
الانبیاء ویالیت انی ادرکه حین یؤمر بالخروج

ترجمہ۔ پس راہب میسرہ کیطرف آیا اور اس کو جانتا تھا۔ کہا اے میسرہ۔ یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے
اترا ہے۔ میسرہ نے کہا اہل حرم میں سے قریش سے۔ راہب نے میسرہ سے کہا۔ سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے کبھی
کوئی نہیں اترا۔ پھر پوچھا۔ کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے۔ میسرہ نے کہا۔ ہاں کبھی ان سے دور
نہیں ہوتی۔ راہب نے کہا۔ یہ وہی ہیں۔ اور یہی آخر الانبیاء ہیں۔ کاش میں ان کو پاؤں جس وقت
انکو نکلنے کا حکم ہوگا۔ انتہے۔

وَقَالَ مَا نَزَلَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ قَطُّ اِلَّا نَبِيٌّ ذُوْ صِفَاتٍ نَقِيَّةٍ ○ وَرَسُوْلٌ قَدْ خَصَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْفَضَائِلِ وَحَبَاهُ ○ ثُمَّ قَالَ لِمَيْسَرَةَ اَفِيْ عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ اسْتِظْهَارًا لِلْعَلَامَةِ الْخَفِيَّةِ ○ فَاَجَابَهُ بِنَعَمْ فَحَقَّ لَدَيْهِ مَا ظَنَّهُ فِيْهِ وَتَوَخَّاهُ ○ وَقَالَ لِمَيْسَرَةَ لَا تُفَارِقْهُ وَكُنْ مَعَهُ بِصِدْقِ عَزْمٍ وَحُسْنِ طَوِيَّةٍ ○ فَاِنَّهُ مِمَّنْ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِالنُّبُوَّةِ وَاجْتَبَاهُ ○ ثُمَّ عَادَ اِلٰى مَكَّةَ فَرَاَتْهُ خَدِيْجَةُ مُقْبِلًا وَهِيَ بَيْنَ نِسْوَةٍ

اور کہا کہ اِس درخت[1] کے نیچے کبھی کوئی نہیں اترا مگر پاکیزہ اوصاف والا نبی اور رسول جس کو اللہ تعالےٰ نے فضائل کے ساتھ خاص کیا ہوا ور درجات عالیہ عطا کئے ہوں۔ پھر اُسنے پوشیدہ علامت کے ظاہر ہو جانے کے لئے میسرہ سے پوچھا۔ کیا آپ کی دونوں آنکھوں میں سرخی[2] ہے۔ میسرہ نے جواب دیا۔ ہاں۔ پس اُس کے نزدیک وہ امر (نبوت) ثابت ہو گیا جس کا اُسے آپ میں گمان تھا اور جس کو وہ ڈھونڈتا تھا۔ اور میسرہ سے کہا کہ اِن سے جدا نہ ہونا اور سچے ارادے اور نیک نیتی سے آپ کے ساتھ رہنا۔ کیونکہ آپ وہ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے نبوت کا شرف عطا کیا ہے اور برگزیدہ بنایا ہے۔ پھر آپ مکہ کو واپس آئے۔ پس خدیجہ نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا اور وہ عورتوں کے درمیان

[1] اِس سے ظاہر ہے کہ نبیوں کے سوا اور کوئی شخص اُس کے نیچے نہ اترا تھا۔ اور آپ سے پہلے حضرت عیسے و دیگر انبیا علیہم السلام اُس کے نیچے اترے تھے۔ اِس درخت کا اس قدر زمانہ طویل تک باقی رہنا اور غیر انبیا کے نزول سے اُس کا محفوظ رہنا بے شک ممکن اور خارق عادت ہے۔ گر انبیاء کے لئے خوارق ہوا کرتے ہیں جن میں ہمارے آقائے نامدار جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خصوصیت ہے۔

[2] آنکھوں کی سپیدی میں سرخی کا ہونا یہ بھی کتب قدیمہ میں جناب نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامت تھی۔

فِي عُلِّيَّةٍ ○ وَمَلَكَانِ عَلٰى رَأْسِهِ الشَّرِيْفِ
مِنْ وَضَعِ الشَّمْسِ قَدْ أَظَلَّاهُ ○ وَأَخْبَرَهَا
مَيْسَرَةُ بِأَنَّهُ رَاٰى ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ كُلِّهٖ
وَبِمَا قَالَ لَهُ الرَّاهِبُ وَأَوْدَعَهُ لَدَيْهِ مِنَ
الْوَصِيَّةِ ○ وَضَاعَفَ اللّٰهُ فِي تِلْكَ التِّجَارَةِ
رِبْحَهَا وَنَمَّاهُ ○ فَبَانَ لِخَدِيْجَةَ بِمَا رَأَتْ
وَمَا سَمِعَتْ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَى
الْبَرِيَّةِ ○ فَخَطَبَتْهُ لِنَفْسِهَا لِتَشُمَّ مِنَ
الْإِيْمَانِ بِهٖ طِيْبَ رَيَّاهُ ○ فَأَخْبَرَ أَعْمَامَهُ
بِمَا دَعَتْهُ إِلَيْهِ هٰذِهِ الْبَرَّةُ التَّقِيَّةُ ○
فَرَغِبُوْا فِيْهَا لِفَضْلٍ وَدِيْنٍ وَجَمَالٍ وَمَالٍ
وَحَسَبٍ وَنَسَبٍ كُلٌّ مِّنَ الْقَوْمِ يَهْوَاهُ ○
وَخَطَبَ أَبُوْ طَالِبٍ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ حَمِدَ اللّٰهَ بِمَحَامِدَ سَنِيَّةٍ ○

ایک بالاخانے میں بیٹھی تھی۔ اور دو فرشتے آپ کے سر مبارک
پر دھوپ سے سایہ کئے ہوئے تھے۔ میسرہ نے خدیجہ کو
خبر دی۔ کہ میں نے تمام سفر میں آپ کا یہی حال دیکھا ہے
اور اُس کو راہب کے قول و وصیت کی خبر دی۔ اللہ
تعالےٰ نے اس تجارت میں بڑا نفع دیا اور مال کو بڑھایا
خدیجہ نے جو دیکھا اور سنا اُس سے اُس پر ظاہر ہو گیا کہ
آپ بے شک ساری خلقت کیطرف اللہ کے بھیجے ہوے
ہیں۔ پس آپ سے اپنے نکاح کی درخواست کی تاکہ آپ پر
ایمان لانے سے ایمان کی عمدہ خوشبو سونگھے۔ آپ نے
اِس نکوکار پاک عورت کی درخواست کی خبر اپنے چچاؤں
کو دی۔ انہوں نے خدیجہ کی بزرگی۔ دینداری۔ خوبصورتی۔
مال اور حسب و نسب کے سبب رغبت ظاہر کی۔ اور اِنہی وجوہ
سے خدیجہ کی قوم کا ہر شخص اُس سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ آپ کے
چچا ابو طالب نے آپ کے نکاح کا خطبہ پڑھا[۱]۔ اور بڑی

[۱] ابوالحسین بن فارس وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ ابو طالب نے یہ خطبہ پڑھا تھا۔ الحمد للہ الذی جعلنا ذریۃ
ابراھیم و زرع اسمٰعیل وضئضئ معدّ وعنصر مضر وجعلنا حضنۃ بیتہ
وسوّاس حرمہ وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا حکام الناس ثم ان
ابن اخی ھذا محمد بن عبد اللہ لا یوزن بہ رجل الا رجح بہ شرفا ونبلا و
فضلا وعقلا وان کان فی المال مقلا فان المال ظل زائل وامر حائل وعاریۃ
مسترجعۃ وھو واللہ بعد ھذا لہ نبأ عظیم وخطر جلیل وقد خطب الیکم رغبۃ
فی کریمتکم خدیجۃ وقد بذل لھا من الصداق ما عاجلہ و آجلہ اثنتی عشرۃ
اوقیۃ ونشا۔

وَقَالَ وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدُ لَهٗ نَبَأٌ عَظِيْمٌ يُحْمَدُ فِيْهِ سُرَاهُ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْهَا وَقِيْلَ عَمُّهَا

تعریفوں کے ساتھ اللہ کی ستائش کرنے کے بعد آنحضرت صلعم کی تعریف کی اور کہا کہ اللہ کی قسم۔ انکے لئے آئندہ کو بڑی خبر ہے جس میں اُن کی سرداری کی تعریف کی جائے گی۔ پس خدیجہ کے باپ (خویلد) نے اُسکی پہلی ازلی سعادت کے سبب اُسکا نکاح کر دیا۔ بعض نے کہا کہ خدیجہ کے چچا (عمرو بن اسد) نے نکاح کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۶) ترجمہ۔ سب ستایش اللہ کو ہے جس نے ہمیں ابراہیمؑ کی نسل اور اسمٰعیلؑ کے فرزند اور معد کی معدن اور مضر کی اصل بنایا۔ اور ہم کو اپنے گھر کے متکفل اور اپنے حرم کے خادم بنایا۔ اور اُسے ہمارے واسطے حج کا گھر اور امن والا حرم بنایا اور ہمیں لوگوں کے حاکم بنایا۔ پھر یہ میرا بھتیجا محمد بن عبد اللہ اگرچہ مالدار نہیں۔ مگر شرافت و نجابت اور فضل و عقل میں جس شخص کا اِس سے مقابلہ کیا جائے یہ اُس پر غالب آتا ہے۔ مال تو دور ہونے والا سایہ ہے اور بدل جانے والا امر ہے اور ادھار ہے جو واپس مانگا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم۔ اِس کے لئے اِس کے بعد بڑی خبر اور امر بزرگ ہے۔ اور اِس نے تمہاری بزرگ عورت خدیجہ میں رغبت کر کے تم سے خواستگاری کی ہے اور اُس کے لئے بارہ اوقیہ اور ایک نش مہر معجل اور موجل مان لیا ہے۔ انتہے۔ سیرت حلبیہ۔ ایک نش بیس درہم کا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اِس حساب سے کل مہر پانسو درہم ہوا۔ یہ خطبہ کسیقدر اختصار کے ساتھ اعجاز القرآن للباقلانی میں بھی مذکور ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج کے مہر بھی پانچسو درہم ہی تھے۔ چنانچہ زاد المعاد میں ہے۔ ثبت فی صحیح مسلم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کان صداق النبی صلی اللہ علیہ وسلم لازواجہ ثنتی عشر اوقیۃ ونشا فذلک خمسمائۃ وقال عمر رضی اللہ عنہ ما علمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکح شیئا من نسائہ ولا انکح شیئا من بناتہ علی اکثر من ثنتی عشر اوقیۃ قال الترمذی حدیث حسن صحیح والاوقیۃ اربعون درھما انتھی

اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُس کے بھائی (عمرو بن خویلد) نے نکاح کر دیا - آپ کی تمام اولاد سوائے اُس صاحبزادے کے جس کا نام خلیل (ابراہیم) رکھا بی بی خدیجہ	وَقِيلَ أَخُوهَا السَّابِقُ سَعَادَتُهَا الْأَزَلِيَّةِ ○ وَأَوْلَدَهَا كُلَّ أَوْلَادِهِ إِلَّا الَّذِي بِاسْمِ الْخَلِيلِ سَمَّاهُ ○

لہ ممکن ہے کہ خدیجہ کا باپ اور چچا اور بھائی تینوں بوقت نکاح حاضر ہوں - اس لئے کسی نے تزویج کی نسبت اُس کے باپ کی طرف کر دی - اور کسی نے اُس کے چچا اور کسی نے اُس کے بھائی کی طرف کر دی واللہ اعلم -

لہ یہ آپ کی سب سے پہلی بیوی ہیں - نکاح کے وقت ان کی عمر چالیس سال کی تھی - یہ پہلے بیوہ تھیں - جناب رسالتمآب کی تمام بیویوں میں سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے کوئی باکرہ نہ تھی - حضرت خدیجۃ الکبرے نے ہجرت سے تین سال پیشتر وفات پائی - ان کی حین حیات میں حضور نے کسی دوسری بیوی سے نکاح نہیں کیا - عورتوں میں سب سے پہلے بھی آپ پر ایمان لائی تھیں - انہی نے جان و مال سے حضور کو نبوت میں مدد دی - انہی کو اللہ تعالے نے حضرت جبرئیل کی وساطت سے سلام بھیجا - سوائے ایک صاحبزادے ابراہیم کے جو سنہ آٹھ ہجری میں حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے اور سنہ دس میں انتقال کر گئے - آپ کی تمام اولاد اسی نیک نہاد بیوی سے پیدا ہوئی - جن کی تفصیل یہ ہے -

۱ - قاسم جن سے آپ کی کنیت ابو القاسم ہے - یہ سب سے بڑے صاجزادے ہیں - بچپن ہی میں قبل بعثت انکا انتقال ہوا -

۲ و ۳ - رقیہ وام کلثوم - یہ دونوں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی کے نکاح میں آئیں - رقیہ کا انتقال سنہ ۲ ہجری میں ہوا اور سنہ ۳ ہجری میں کلثوم کا نکاح ہوا - کلثوم نے سنہ ۹ ہجری میں وفات پائی -

۴ - زینب - یہ پہلے ابو العاص بن الربیع کے تحت میں تھیں - اسلام نے دونوں میں تفریق کر دی تھی - پھر جب ابو العاص ایمان لائے - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

عَطِّرِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْم بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِنْ صَلٰوۃٍ وَتَسْلِیْم	سے پیدا ہوئی۔ الہٰی بعطر درود و سلام معطر بکن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) پہلے نکاح کے ساتھ واپس کر دی۔

زینب کا انتقال سنہ ۸ ہجری میں ہوا۔ اِن سے ایک صاحب زادی امامہ پیدا ہوئی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اسی امامہ سے نکاح کیا تھا۔

۵۔ عبد اللہ جنہیں طیب اور طاہر بھی کہتے ہیں۔ بعد بعثت پیدا ہوئے اور آنحضرت سے پہلے انتقال فرما گئے۔

۶۔ فاطمہ جن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہجرت کے پہلے سال نکاح کیا۔ بی بی فاطمہ نے جناب رسالتمآب کے وصال کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔

دیکھو مروج الذہب للمسعودی۔

وَلَمَّا بَلَغَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً
بَنَتْ قُرَيْشُ الْكَعْبَةَ لِانْصِدَاعِهَا بِالسُّيُوْلِ الْاَبْطَحِيَّةِ ۝
وَتَنَازَعُوْا فِي الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَكُلٌّ اَرَادَ رَفْعَهٗ وَرَجَاهُ ۝
وَعَظُمَ الْقِيْلُ وَالْقَالُ وَتَحَالَفُوْا عَلَى الْقِتَالِ وَقَوِيَتِ
الْعَصَبِيَّةُ ۝ ثُمَّ تَدَاعَوْا اِلَى الْاِنْصَافِ وَفَوَّضُوا الْاَمْرَ
اِلٰى ذِيْ رَاْيٍ صَائِبٍ وَاَنَاهُ ۝ فَحَكَمَ
بِتَحْكِيْمِ اَوَّلِ دَاخِلٍ مِنْ بَابِ السِّدَانَةِ
الشَّيْبِيَّةِ ۝ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَوَّلَ دَاخِلٍ فَقَالُوْا هٰذَا الْاَمِيْنُ
وَكُلُّنَا نَقْبَلُهٗ وَنَرْضَاهُ ۝ فَاَخْبَرُوْهُ
بِاَنَّهُمْ رَضُوْهُ اَنْ يَكُوْنَ صَاحِبَ الْحُكْمِ
فِيْ هٰذَا الْمُلِمِّ وَوَلِيَّهٗ ۝ فَوَضَعَ الْحَجَرَ فِيْ
ثَوْبٍ ثُمَّ اَمَرَ اَنْ تَرْفَعَهُ الْقَبَائِلُ
جَمِيْعًا اِلٰى مُرْتَقَاهُ ۝ فَرَفَعُوْهُ اِلٰى مَقَرِّهٖ
مِنْ رُكْنِ هَاتِيْكَ الْبَنِيَّةِ ۝ وَوَضَعَهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ
الشَّرِيْفَةِ فِيْ مَوْضِعِهِ الْاٰنَ وَبَنَاهُ ۝
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمِ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْمٍ

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پینتیس سال کے
ہوئے تو قریش نے کعبہ کو بنایا کیونکہ وہ وادی مکہ کے
روؤں سے پھٹ گیا تھا۔ اور حجر اسود کی بابت باہم
جھگڑا پیدا ہوا۔ ہر ایک نے اس کے اٹھانے کی خواہش
و امید کی اور بہت قیل وقال ہوئی۔ یہاں تک کہ انہوں
نے لڑائی کے لیے آپس میں حلف اٹھائے اور عصبیت[1]
زور پکڑ گئی۔ پھر وہ انصاف کے خواہاں ہوئے اور اس
امر کو ایک درست راے اور تحمل و وقار والے شخص[2] پر چھوڑا۔
پس یہ حکم دیا کہ جو کوئی حرم میں باب بنی شیبہ سے پہلے داخل ہوکر
اپنا حکم بتاؤ۔ پس پہلے داخل ہونیوالے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔
اس پر قبائل قریش نے کہا کہ وہ امین ہیں اور ہم سب ان کو منظور کرتے
ہیں اور انپر راضی ہیں۔ پس انہوں نے آپکو خبر دی کہ ہم راضی ہیں
کہ آپ اس حادثے میں ہمارے سرپنچ اور متولی بنیں۔ آپ نے حجر اسود
کو ایک کپڑے میں رکھا۔ پھر فرمایا کہ سب قبائل مل کر اسکے رکھنے کے مقام
تک اٹھاؤ۔ پس سب نے اسکو اسکی جگہ تک اٹھایا جو خانہ کعبہ کے رکن میں
تھی۔ اور آنحضرت صلعم نے اسکو اپنے دست مبارک سے اس کی موجودہ
جگہ پر رکھدیا اور دیوار میں لگادیا۔[3]

الٰہی بعطر درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

[1] تعصب سے اپنی قوم کی طرفداری کرنے کو عصبیت کہتے ہیں۔

[2] اس شخص کا نام ابو امیہ بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

[3] اس بناے کعبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس کے ساتھ پتھر اوٹھا اوٹھا کر لاتے تھے۔ چنانچہ

بخاری شریف میں ہے۔ حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابو عاصم قال اخبرنی
ابن جریج قال اخبرنی عمرو بن دینار قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول لما بنیت
الکعبۃ ذھب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعباس ینقلان الحجارۃ فقال العباس للنبی
صلی اللہ علیہ وسلم اجعل ازارک علی رقبتک فخر الی الارض فطمحت عیناہ الی السماء فقال
ارنی ازاری فشدہ علیہ۔ ترجمہ (بحذف اسناد) جابر بن عبد اللہ کہتے تھے کہ جب کعبہ بنایا گیا۔ تو نبی
صلے اللہ علیہ وسلم اور عباس پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ عباس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنا ازار
اپنی گردن پر رکھ لیں۔ پس آپ زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف اوٹھی ہوئی تھیں۔
آپ نے فرمایا۔ مجھے میرا ازار دو۔ پس آپ نے ازار باندھ لیا۔ انتہے

اور دلائل حافظ ابی نعیم میں ہے حدثنا حبیب بن الحسن قال حدثنا عمر بن حفص السدوسی
قال ثنا عاصم بن علی قال ثنا قیس بن الربیع عن سماک بن حرب عن
عکرمۃ عن ابن عباس عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ قال لما بنت
قریش البیت تفردت الرجال اثنین اثنین ینقلون الحجارۃ والنساء ینقلن الشید
قال وانفردت انا ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم ننقل الحجارۃ قال فجعلنا ناخذ
ازرنا فنضعھا علی مناکبنا ونجعل علیھا الحجارۃ حتی اذا دنونا من الناس لبسنا
ازرنا قال فبینا ھو یمشی امامی اذ صرع قال فجعلت اسعیٰ او قال فسعیت وھو
شاخص ببصرہ الی السماء قال فقلت یا ابن اخی ما شانک قال نھیت ان امشی
عریانا قال فکتمتہ حتی اظھر اللہ عزوجل نبوتہ۔ ترجمہ (بحذف اسناد) عباس بن عبد المطلب
نے کہا۔ جب قریش نے کعبہ بنایا۔ تو مرد دو دو مل کر پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور عورتیں چونہ لاتی تھیں۔ میں اور محمد صلے اللہ
علیہ وسلم دونوں مل کر پتھر اٹھاتے تھے۔ ہم اپنے ازاروں کو اپنے کندھوں پر رکھتے تھے اور ان پر پتھر رکھ لیتے تھے۔
یہاں تک کہ جب ہم لوگوں کے قریب آتے۔ تو اپنے ازاروں کو پہن لیتے۔ پس جب کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے آگے
چل رہے تھے۔ ناگاہ گر پڑے۔ پس میں سعی کرنے لگا یا کہا۔ پس میں نے سعی کی۔ اور وہ اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائے
ہوئے تھے۔ میں نے کہا۔ اے میرے بھتیجے تیرا کیا حال ہے۔ فرمایا مجھے منع کیا گیا ہے کہ ننگا چلوں۔ پس میں نے آپ کو
ازار پہنا دیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کی نبوت کو ظاہر کیا۔ انتہے

وَلَمَّا كَمُلَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً عَلٰى اَوْفَقِ الْاَقْوَالِ لِذَوِي الْعَالِمِيَّةِ ○ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْعَالَمِيْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَعَمَّهُمْ بِرُحْمَاهُ ○ وَبُدِئَ اِلٰى تَمَامِ سِتَّةِ اَشْهُرٍ بِالرُّؤْيَا الصَّادِقَةِ الْجَلِيَّةِ ○ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ صُبْحٍ اَضَاءَ سَنَاهُ ○ وَاِنَّمَا ابْتُدِئَ بِالرُّؤْيَا تَمْرِيْنًا لِلْقُوَّةِ الْبَشَرِيَّةِ ○ لِئَلَّا يَفْجَأَهُ الْمَلَكُ بِصَرِيْحِ النُّبُوَّةِ فَلَا تَقْوَاهُ قُوَاهُ ○ وَحُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَتَعَبَّدُ بِحِرَاءِ اللَّيَالِي الْعَدَدِيَّةِ ○ اِلٰى اَنْ اَتَاهُ فِيْهِ صَرِيْحُ الْحَقِّ وَوَافَاهُ ○ وَذٰلِكَ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ شَهْرِ اللَّيْلَةِ الْقَدْرِيَّةِ ○

جب بنابر موافق ترین اقوال علما آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے چالیس سال پورے ہو چکے۔ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو سارے جہان کیلئے بشیر و نذیر مقرر کر کے بھیجا۔ پس آنحضرت نے سب کو اپنی مہربانی میں شامل کیا۔ نزول وحی سے پہلے آپ کو سچے واضح خواب آنے لگے۔ یہ خواب پورے چھ مہینے تک آتے رہے جو خواب آپ دیکھتے۔ اس کی تعبیر و تاویل صبح کی روشنی کی طرح جس کا نور روشن ہو ظاہر ہوتی تھی آپکے قوائے بشریہ کو عادی بنانے کے لئے خواب سے ابتدا کی گئی۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ فرشتہ صریح نبوت لے کر آپ کے پاس اچانک آئے۔ اور آپ کے قوے اس کے متحمل نہ ہوں۔ آپ کے لئے تنہائی عزیز بنادی گئی۔ پس آپ غار حرا میں متعدد راتیں عبادت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس غار میں آپ کے پاس صریح حق آیا۔ یہ آغاز وحی دو شنبہ کے دن ماہ لیلۃ القدر کی سترھویں تاریخ ہوا۔

؎ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا (مشکوٰۃ باب المبعث وبدء الوحی) میں ہے کان یخلو بغار حراء فیتحنث وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ ویتزود لذلك ثم رجع الی خدیجۃ فیتزود بمثلھا حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء۔

اس سے ظاہر ہے کہ آپ متعدد راتوں کا توشہ اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ جب وہ ختم ہو جاتا۔ تو گھر میں آتے اور پھر اتنا ہی لے کر غار حراء میں جاتے۔ اسی طرح تمام رمضان وہیں ذکر الٰہی میں گزارتے۔

وَثَمَّ اَقْوَالٌ لِسَبْعٍ اَوْلِاَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ
مِنْهُ اَوْلِثَمَانٍ مِنْ شَهْرِ مَوْلِدِهٖ
الَّذِيْ بَدَا فِيْهِ بَدْرُ مُحَيَّاهُ ۝
فَقَالَ لَهٗ اِقْرَأْ فَاَبٰى فَغَطَّهٗ غَطَّةً
قَوِيَّةً ۝ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اِقْرَأْ فَاَبٰى فَغَطَّهٗ
غَطَّةً ثَانِيَةً حَتّٰى بَلَغَ مِنْهُ
الْجُهْدَ وَغَطَّاهُ ۝ ثُمَّ قَالَ لَهٗ
اِقْرَأْ فَاَبٰى فَغَطَّهٗ غَطَّةً ثَالِثَةً
لِيَتَوَجَّهَ اِلٰى مَا سَيُلْقٰى اِلَيْهِ
بِجَمْعِيَّةٍ ۝ وَيُقَابِلَهٗ بِجِدٍّ
وَاجْتِهَادٍ وَيَتَلَقَّاهُ ۝ ثُمَّ
فَتَرَ الْوَحْيُ ثَلٰثَ سِنِيْنَ
اَوْ ثَلٰثِيْنَ شَهْرًا لِيَشْتَاقَ اِلَى انْتِشَاقِ
هَاتِيْكَ النَّفَحَاتِ الشَّذِيَّةِ ۝

اس مقام پر اور قول بھی ہیں یعنی ماہ رمضان کی ستائیسویں
یا چوبیسویں یا آپ کی ولادت کے مہینے (ربیع الاول) کی
آٹھویں تاریخ جس میں کہ آپ کے چہرے کا بدر منیر ظاہر ہوا۔
فرشتے نے آپ سے کہا۔ تو پڑھ۔ آپ نے انکار کیا۔ پس اُسنے
آپ کو زور سے بھینچا۔ پھر آپ سے کہا۔ تو پڑھ۔ آپ نے
انکار کیا۔ پس آپ کو دوسری دفعہ بھینچا۔ یہاں تک کہ
وہ آپ سے اپنی غایت[1] طاقت کو پہنچا اور آپ کو ڈھانپ
لیا۔ پھر آپ سے کہا۔ تو پڑھ۔ آپ نے انکار کیا۔
پس آپ کو تیسری بار بھینچا۔ تاکہ آپ اُس وحی پر
جو عنقریب آپ پر ڈالی جائے گی۔ اطمینان سے
متوجہ ہوں اور محنت و کوشش سے اُس کا مقابلہ[2]
کریں اور اُسے یاد کرلیں۔ پھر تین سال یا تین
مہینے[3] وحی بند رہی۔

[1] بلغ منہ الجھد کے یہ معنے ہیں کہ وہ فرشتہ آپ سے اپنی غایت طاقت کو پہونچا۔ یعنی فرشتہ نے اپنی پوری طاقت سے آپ کو بھینچا۔ اس کے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ کی طاقت اپنی غایت کو پہونچی یعنے اس قدر بھینچا کہ آپ کی طاقت برداشت کرسکتی تھی۔

[2] بوقت نزول وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شدت محسوس ہوا کرتی تھی۔ یہاں مقابلہ سے بظاہر اُسی شدت کی برداشت مراد ہے۔

[3] علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اقرأ باسم ربک اور یا ایہا المدثر کے درمیان وحی کے بند ہونے سے یہ مراد نہیں کہ جبرئیل ؑ کا آنا بند ہو گیا۔ بلکہ اس سے مراد صرف نزول قرآن کی تاخیر ہے۔ اس مدت فترہ میں حضرت جبرئیل ؑ آتے تھے۔ مگر قرآن نہ لاتے تھے۔

ثُمَّ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ نَجَاءَ جِبْرِيْلُ بِهَا وَنَادَاهُ ۝ فَكَانَ لِنُبُوَّتِهٖ فِي تَقَدُّمِ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ شَاهِدٌ عَلٰى اَنَّ لَهَا السَّابِقِيَّةَ ۝ وَالتَّقَدُّمَ عَلٰى رِسَالَتِهٖ بِالْبِشَارَةِ وَالنِّذَارَةِ لِمَنْ دَعَاهُ ۝ عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْمٍ

تاکہ ان معطر خوشبوؤں کے سونگھنے کا آپ کو شوق ہو۔ پھر آپ پر یاایہا المدثر نازل کی گئی۔ پس جبرئیل اُسے لے کر آئے اور آپ کو پکارا۔ آپ پر جو پہلے اقرا باسم ربک نازل ہوئی اس میں اس بات کی ایک شہادت ہے کہ آپ کی نبوت آپ کی رسالت سے پہلے اور مقدم ہے۔ رسالت تو خوشخبری دینے اور ڈرانے سے تھی اُن اشخاص کو جنہیں آپ نے دین کی طرف بلایا۔

الٰہی بعطر درود و سلام

معطر بکن قبر خیر الانام

۱؎ یعنی تاخیر کے سبب آپ کو وحی کا شوق وانتظار ہو۔ ؎

دیر ست کہ دلدار پیامے نہ فرستاد

ننوشت سلامے و کلامے نفرستاد

۲؎ مصنف علیہ الرحمۃ کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر پہلے اقرا باسم ربک نازل ہوئی۔ پھر تین سال کے بعد یاایہا المدثر قم فانذر نازل ہوئی جس میں آپ کے لئے انذار کا حکم ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت آپ کی رسالت سے پہلے ہے۔ یعنی اقرا باسم ربک سے آپ نبی بنائے گئے۔ پھر تین سال کے بعد یاایہا المدثر سے آپ رسول بنائے گئے جنکا کام مومنوں کو نیک عاقبت کی خوشخبری دینا اور کفار کو عذاب الٰہی سے ڈرانا ہوتا ہے۔ اس کو یہاں اس واسطے ذکر کیا کہ بعض کا یہ بھی قول ہے۔ کہ آنحضرت کی نبوت و رسالت متقترن ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اقرا باسم ربک سے آپ نبی اور رسول بنائے گئے۔ اور یاایہا المدثر سے آپ کو اظہار دعوت کا ارشاد ہوا۔ مگر پہلا قول راجح ہے اور اُسی کیطرف علامہ برزنجی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وَاَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْرٍ صَاحِبُ الْغَارِ وَالصِّدِّ یْقِیَّتِہٖ ۝ وَمِنَ الصِّبْیَانِ عَلِیٌّ وَمِنَ النِّسَآءِ خَدِیْجَۃُ الَّتِیْ ثَبَّتَ اللّٰہُ بِھَا قَلْبَہٗ وَوَقَاہُ ۝ وَمِنَ الْمَوَالِیْ زَیْدُ بْنُ حَارِثَۃَ[1] وَمِنَ الْاَرِقَّآءِ[2] بِلَالُ الَّذِیْ عَذَّبَہٗ فِی اللّٰہِ اُمَیَّۃُ ۝

مردوں میں سب سے پہلے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے وہ حضرت ابو بکر یار غار و صدیق ہیں - اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی ہیں اور عورتوں میں حضرت خدیجہ ہیں جن کے باعث اللہ نے آپ کے دل کو برقرار رکھا اور اضطراب سے بچایا - اور آزاد کئے ہوے غلاموں میں زید[1] بن حارثہ اور غلاموں میں حضرت بلال[2] ہیں جن کو امیہ نے اللہ کی راہ میں ستایا - اور ان کے

[1] حکیم بن حزام بن خویلد شام سے چند غلام لائے تھے جن میں زید بن حارثہ بھی تھے ایک روز بی بی خدیجہ حکیم مذکور کے پاس آئیں - تو حکیم نے کہا - اے پھوپھی تو اِن غلاموں میں سے جو چاہے لے لے - حضرت خدیجہ نے زید بن حارثہ کو لیا - اور بی بی خدیجہ سے آنحضرت نے لیا اور اُسے آزاد کر کے قبل بعثت اپنا متبنے بنایا تھا - زید کا نکاح پہلے ام ایمن سے ہوا تھا - پھر حضرت زینب سے ہوا - چنانچہ قرآن میں مذکور ہے - زید سنہ آٹھ ہجری میں غزوہ موتہ واقع ملک شام میں شہید ہوے - جناب رسالت مآب کو زید سے بڑی محبت تھی - فرمایا کرتے تھے - احب الناس الی من انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ یعنی لوگوں میں سب سے محبوب میرے نزدیک وہ ہے جسے اللہ نے نعمت اسلام دی اور میں نے آزادی کی نعمت دی - استیعاب وابن ہشام -

[2] ابن اسحاق نے کہا کہ بلال بن رباح اسلام کا سچا اور دل کا پاک تھا - جب دوپہر گرم ہوتی - تو امیہ بن خلف اس کو نکالتا اور وادی مکہ میں اُسے پیٹھ کے بل لٹاتا - پھر حکم دیتا کہ اِس کے سینے پر بڑا پتھر رکھ دو - پس رکھا جاتا - پھر اس سے کہتا - تو اسیطرح رہیگا - یہاں تک کہ مرجائے یا محمدؐ سے منکر ہو جائے اور لات وعزے کی عبادت کرے - وہ اِسی حال میں کہا کرتا - اَحَد اَحَد ایک روز حضرت ابو بکر کا گزر اُسپر ہوا - آپ کو ترس آیا - اور اپنے ایک مشرک غلام کے عوض میں بلال کو لے لیا اور آزاد کر دیا - حضرت بلال جناب رسالت مآب کے موذن تھے - آپ کے وصال کے بعد ملک شام کو جانے لگے - حضرت ابو بکر نے روکنا چاہا - کہنے لگے اگر تو نے مجھے اپنے نفس کے لئے آزاد کیا ہے - تو مجھے روک لے - اور اگر اللہ کے واسطے آزاد کیا ہے - تو چھوڑ میں اللہ کیطرف چلا جاؤں - اِس پر صدیقِ اکبر نے کہا - آپ چلے جائیں پس شام کو چلے گئے - شہر دمشق میں سنہ بیس ہجری میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی - یہ وہی بلال ہیں - جن سے جناب رسالتمآب نے فرمایا تھا - یا بلال انی دخلت الجنۃ فسمعت فیھا

وَاَوْلَاهُ مَوْلَاهُ اَبُوْبَكْرٍ مِنَ الْعِتْقِ مَا اَوْلَاهُ ۝ ثُمَّ اَسْلَمَ عُثْمَانُ وَسَعْدٌ وَسَعِيْدٌ وَطَلْحَةُ وَابْنُ عَوْفٍ وَابْنُ عَمَّتِهٖ صَفِيَّةَ ۝ وَغَيْرُهُمْ مِمَّنْ اَنْهَلَهُ الصِّدِّيْقُ رَحِيْقَ التَّصْدِيْقِ وَسَقَاهُ ۝ وَمَا زَالَتْ عِبَادَتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مَخْفِيَّةً ۝ حَتّٰى اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ فَجَهَرَ بِدُعَاءِ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ وَلَمْ يَبْعُدْ مِنْهُ قَوْمُهٗ حَتّٰى عَابَ اٰلِهَتَهُمْ وَاَمَرَ بِرَفْضِ مَا سِوَى الْوَحْدَانِيَّةِ ۝ فَتَجَرَّؤُا عَلٰى مُبَارَزَتِهٖ بِالْعَدَاوَةِ وَاَذَاهُ ۝ وَاشْتَدَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ الْبَلَاءُ فَهَاجَرُوْا فِيْ سَنَةِ خَمْسٍ اِلَى النَّاحِيَةِ النَّجَاشِيَّةِ ۝

آقا حضرت ابوبکر نے اُن کو آزاد کرنے سے وہ نعمت دی جو دی۔ پھر اسلام لائے حضرت[۱] عثمان (ذوالنورین) اور سعد (بن ابی وقاص) اور سعید (بن زید) اور طلحہ (بن عبید اللہ) اور (عبدالرحمٰن) بن عوف اور آنحضرت کی پھوپھی صفیہ کے بیٹے (زبیر بن العوام) اور انکے سوا اور لوگ جن کو حضرت صدیق اکبر نے تصدیق وایمان کی خالص شراب پلا کر سیراب کیا تھا۔ جناب رسالت مآب اور آپ کے اصحاب پوشیدہ عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت اتری[۲] فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔ پس آپ نے پکار کر لوگوں کو اللہ کیطرف بلایا۔ اور آپ کی قوم آپ سے دور نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ نے انکے معبودوں کی مذمت کی۔ اور فرمایا کہ وحدانیت کے سوا سب چھوڑ دو۔ پس عداوت کے سبب وہ آپ سے لڑنے اور آپ کو ایذا دینے پر دلیر ہو گئے۔ اور مسلمانوں پر مصیبت سخت ہو گئی۔ اسلئے انھوں نے نبوت کے پانچویں سال نجاشی کے ملک حبش کیطرف ہجرت کی[۳]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵) خشفا اما می فقلت من ھذا قال بلال (اے بلال۔ میں بہشت میں داخل ہوا میں نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی۔ میں نے کہا۔ یہ کون ہے۔ کہا بلال) سیرت ابن ہشام و استیعاب

[۱] حضرت عثمان وسعد وسعید وطلحۃ وعبدالرحمٰن وزبیر رضی اللہ عنہم عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ سب اور انکے علاوہ اور بعض لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے سمجھانے سے ایمان لائے تھے۔

[۲] یعنے آشکارا کہدے جو تجھے حکم دیا جائے۔ ابو عبید جو فقہ میں امام شافعی کے شاگرد ہیں انہوں نے ذکر کیا کہ ایک شخص یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ ایک بدوی اسے سنکر سجدہ میں گر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ سجدت لفصاحتہ یعنی میں نے اس کی فصاحت کے لئے سجدہ کیا ہے۔ شفاء للقاضی عیاض

[۳] پہلی بار بارہ مردوں اور چار عورتوں نے ہجرت کی جن میں حضرت عثمان غنی اور رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن مسعود تھے۔ دوسری دفعہ تراسی مردوں اور اٹھارہ عورتوں نے حبش کیطرف ہجرت کی تھی۔ نجاشی نے انسے اچھا سلوک کیا تھا۔

وَحَدَبَ عَلَيْهِ عَمُّهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَهَابَهُ
كُلٌّ مِّنَ الْقَوْمِ وَتَحَامَاهُ ○ وَفُرِضَ عَلَيْهِ
قِيَامُ بَعْضٍ مِّنَ السَّاعَاتِ اللَّيْلِيَّةِ ○
ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَ
اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَفُرِضَ عَلَيْهِ رَكْعَتَانِ
بِالْغَدَاةِ وَرَكْعَتَانِ بِالْعَشِيَّةِ ○ ثُمَّ
نُسِخَ بِاِيْجَابِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِيْ لَيْلَةِ
مَسْرَاهُ ○ وَمَاتَ اَبُوْ طَالِبٍ فِيْ نِصْفِ
شَوَّالٍ مِّنْ عَاشِرِ الْبَعْثَةِ وَعَظُمَتْ بِمَوْتِهِ
الرَّزِيَّةُ ○ وَتَلَتْهُ خَدِيْجَةُ بَعْدَ ثَلٰثَةِ
اَيَّامٍ وَشَدَّ الْبَلَاءُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُرَاهُ ○
وَاَوْقَعَتْ قُرَيْشٌ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُلَّ اَذِيَّةٍ ○ وَاَمَّ الطَّائِفَ يَدْعُوْ ثَقِيْفًا
فَلَمْ يُحْسِنُوْا بِالْاِجَابَةِ قِرَاهُ ○

اور آپ کے چچا ابو طالب نے آپ پر مہربانی کی۔ اس
سبب سے قوم کے سب لوگ آپ سے ڈر گئے اور دور ہوگئے
اور آنحضرت پر رات کی ساعتوں میں سے بعض کا قیام
فرض کیا گیا۔ پھر فاقرؤا ماتیسر واقیموا الصلوٰۃ کے
ساتھ منسوخ کر دیا گیا اور آپ پر دو رکعتیں صبح کو اور
دو شام کو فرض کر دی گئیں۔ پھر شب معراج میں
پانچ نمازوں کے فرض ہونے سے وہ بھی منسوخ ہوگئیں
ابو طالب نے بعثت کے دسویں سال نصف ماہ شوال
میں انتقال کیا۔ اس کے مرنے سے مصیبت زیادہ
ہوگئی۔ اور اس کے تین روز بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ
نے بھی وفات پائی۔ اور مصیبت نے مسلمانوں پر
اپنے قبضے مضبوط کر لئے۔ قریش نے آنحضرت کو ہر
طرح کی اذیت دی۔ آپ نے قبیلہ ثقیف کو دعوت
کرنے کے لئے طائف کا قصد[1] کیا۔ مگر انہوں نے آپ
کی میزبانی اچھی نہ کی کیونکہ آپ کی دعوت کو قبول کیا

[1] جناب رسالت مآب نے اس خیال سے کہ اگر ثقیف ایمان لائے تو قریش کے برخلاف میری مدد کریں گے
طائف کا قصد کیا۔ وہاں پہونچ کر ایک جماعت شرفاء ثقیف کو جن میں عبد یالیل اور اس کے دو بھائی
مسعود و حبیب سردار ثقیف موجود تھے دعوت اسلام کی۔ مگر ان سرداروں نے آپ کی دعوت کا بری طرح
جواب دیا۔ اس پر آپ مایوس ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے آپ پر کمینے لوگوں اور غلاموں کو
برانگیختہ کیا جو آپ کو گالیاں دیتے تھے اور آپ پر چلاتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ جمع ہوگئے۔ اور آپ
کے راستے میں دو صفیں بنا کر بیٹھ گئے۔ جب آپ ان صفوں کے درمیان سے گزرے۔ تو جونہی کہ آپ قدم
اٹھاتے یا قدم رکھتے۔ آپ کے پاؤں کو پتھروں سے کوٹتے یہاں تک کہ آپ کے نعلین خون سے رنگین

ہو گئے۔ جب آپکو پتھروں کا صدمہ پہنچتا۔ تو زمین پر بیٹھ جاتے۔ مگر وہ آپکے بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے۔ جب آپ چلتے۔ تو پتھر مارتے اور ہنستے۔ اس طرح انہوں نے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ تک آپکا تعاقب کیا۔ آپ با غمگین و اضمحل ہو کر ایک انگور کے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور یہ دعا مانگی

اللھم انی اشکو الیک ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الی من یکلنی ان لم یکن بک غضب علی فلا ابالی

عتبہ و شیبہ اگرچہ آپ کے سخت دشمن تھے۔ مگر آپ کی یہ حالت دیکھ کر اُنکو بھی رحم آگیا۔ انھوں نے اپنے نصرانی غلام عداس سے کہا کہ انگوروں کا ایک خوشہ اس تھال میں رکھ کر اُنکے پاس لے جا اور اُن سے کہہ کہ کھالیں۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر کھایا۔ عداس متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ایسا کلام اِن شہروں کے لوگ نہیں کہتے۔ آپ نے پوچھا۔ تو کہاں سے ہے۔ اُس نے کہا نینوے سے۔ آپ نے فرمایا وہ تو نیک بندے یونس بن متی کا شہر ہے۔ پھر اُس نے آپ سے یونس بن متی کا حال پوچھا۔ اور سن کر آپ پر ایمان لایا۔ اِسی سفر میں طائف سے واپس آتے ہوئے بمقام نخلہ جن نصیبین قرآن سن کر آپ پر ایمان لائے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الآیہ۔ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الآیہ۔ سیرت ابن ہشام۔ زاد المعاد۔ سیرت حلبیہ

جنابِ رسالتماب نے ثقیف کے اِس سلوک کو خود حضرت عائشہ صدیقہ سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ مشکوۃ میں ہے عن عائشۃ انھا قالت یا رسول اللہ ھل اتی علیک یوم کان اشد من یوم احد فقال لقد لقیت من قومک وکان اشد مالقیت منھم یوم العقبۃ اذ عرضت نفسی علی ابن عبد یالیل بن کلال فلم یجبنی الی ما اردت فانطلقت وانا مھموم علی وجھی فلم استفق الا بقرن الثعالب فرفعت راسی فاذا انا بسحابۃ قد اظلتنی فنظرت فاذا فیھا جبریل فنادانی فقال ان اللہ قد سمع قول قومک وما ردوا علیک ولقد بعث علیک ملک الجبال لتامرہ بما شئت فیھم قال فنادانی ملک الجبال فسلم علی فقال یا محمد ان اللہ قد سمع قول قومک وانا ملک الجبال قد بعثنی ربک الیک لتامرنی بامرک ان شئت ان اطبق علیھم الاخشبین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل ارجو ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ لا یشرک بہ متفق علیہ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی ایسا دن آیا ہے جو اُحد کے دن سے سخت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ بے شک میں نے تیری قوم سے دیکھا (جو دیکھا) اور جو میں نے اُنسے دیکھا اُن میں سب سے سخت

وَاَغْرَوْا بِهِ السُّفَهَاءَ وَالْعَبِيْدَ فَسَبُّوْهُ
بِاَلْسِنَةٍ بَذِيَّةٍ ○ وَرَمَوْهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى
خُضِبَتْ بِالدِّمَاءِ نَعْلَاهُ ○ ثُمَّ
عَادَ اِلٰى مَكَّةَ حَزِيْنًا فَسَاَلَهُ مَلَكُ
الْجِبَالِ فِيْ اِهْلَاكِ اَهْلِهَا ذَوِي
الْعَصَبِيَّةِ فَقَالَ اِنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ
اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّتَوَلَّاهُ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمِ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْمٍ
ثُمَّ اُسْرِيَ بِرُوْحِهِ وَجَسَدِهِ
يَقْظَةً اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى
وَرِحَابِهِ الْقُدْسِيَّةِ ○

اور آپ پر کمینے لوگوں اور غلاموں کو برانگیختہ کیا۔
جنہوں نے آپ کو بری زبانوں سے گالیاں دیں۔
اور آپ پر پتھر بھی پھینکے یہاں تک کہ آپ کے نعلین
خون سے سرخ ہو گئے۔ پھر آپ غمگین ہو کر مکہ کی طرف
پھرے۔ پس پہاڑوں کے فرشتے نے آپ سے اجازت
چاہی کہ مکہ کے رہنے والوں کو جو ظلم میں اعانت کرتے
ہیں ہلاک کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ
اللہ انکی پشتوں سے ایسے شخص پیدا کر دیگا جو اللہ کو دوست
رکھیں۔ الٰہی بعطر درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام
پھر آپ کی روح اور جسم دونو بحالت بیداری میں رات کے
وقت مسجد اقصے اور اس کے پاک صحنوں تک لیجائے گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸) عقبہ سے کا دن تھا جبکہ میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا۔ اس نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا۔ پس میں غم کی حالت میں گردن جھکائے چلا۔ مجھے ہوش نہ آیا۔ مگر قرن الثعالب میں۔ پس میں نے اپنا سر اٹھایا ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک بادل نے مجھے سایہ کیا ہوا ہے۔ میں نے نگاہ کی۔ ناگاہ اس بادل میں حضرت جبرئیل تھے۔ مجھے جبرئیل نے آواز دی اور کہا۔ البتہ اللہ نے تیری قوم کی بات سن لی ہے اور جو تجھے جواب دیا وہ بھی سن لیا ہے۔ البتہ تیری طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا گیا ہے۔ تاکہ تو اسے اس چیز کا حکم دے جو تو اپنی قوم میں چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پس مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کہا پس کہا۔ اے محمد صلعم۔ البتہ اللہ نے تیری قوم کی بات سن لی ہے۔ اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ تحقیق مجھ کو تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ تو مجھے اپنے امر سے حکم دے اگر تو چاہے کہ میں اخشبین کو انپر الٹ دوں۔ (تو الٹ دیتا ہوں) متفق علیہ۔ **فائدہ** قرن الثعالب اہل نجد کا میقات ہے اور مکہ سے ایک دن رات کا راستہ ہے۔ اخشبین۔ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان مکہ مشرفہ واقع ہے۔ ابن عبد یالیل کنیت ہے۔

ؔ اس مقام پر دو امر ہیں۔ ایک اسراء اور دوسرا معراج۔ اسراء قرآن پاک سے ثابت ہے اور اسکا منکر کافر ہے کیونکہ قطعی الثبوت ہے اور معراج احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کو پہونچنے والی ہیں۔ اور اس کا منکر بدعتی اور گمراہ

وَعُرِجَ بِهٖ اِلَى السَّمٰوٰتِ فَرَاٰى اٰدَمَ فِى الْاُوْلٰى وَقَدْ جَلَّلَهُ الْوَقَارُ وَعَلَاهُ ○ وَرَاٰى فِى الثَّانِيَةِ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ الْبَتُوْلِ الْبَرَّةِ التَّقِيَّةِ ○ وَابْنَ خَالَتِهٖ يَحْيَى الَّذِىْ اُوْتِىَ الْحُكْمَ فِىْ حَالِ صِبَاهُ ○ وَرَاٰى فِى الثَّالِثَةِ يُوْسُفَ بِصُوْرَتِهِ الْجَمَالِيَّةِ ○ وَفِى الرَّابِعَةِ اِدْرِيْسَ الَّذِىْ رَفَعَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ وَ اَعْلَاهُ ○ وَفِى الْخَامِسَةِ هَارُوْنَ الْمُحَبَّبَ فِى الْاُمَّةِ الْاِسْرَائِيْلِيَّةِ ○ وَفِى السَّادِسَةِ مُوْسَى الَّذِىْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَنَاجَاهُ ○ وَفِى السَّابِعَةِ اِبْرَاهِيْمَ الَّذِىْ جَاءَ رَبَّهٗ بِسَلَامَةِ الْقَلْبِ وَ الطَّوِيَّةِ ○ وَحَفِظَهٗ مِنْ نَارِ نَمْرُوْدَ وَعَافَاهُ ○ ثُمَّ رُفِعَ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى اِلٰى اَنْ سَمِعَ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ بِالْاُمُوْرِ الْمَقْضِيَّةِ ○

اور آپ کو آسمانوں کیطرف چڑھایا گیا۔ پس آپ نے پہلے آسمان میں حضرت آدم ؑ کو دیکھا اس حال میں کہ اُن کو حلم و عظمت نے گھیرا ہوا تھا۔ اور بزرگ بنایا ہوا تھا۔ دوسرے آسمان میں نکوکار پرہیزگار مریم باکرہ کے بیٹے حضرت عیسےٰ ؑ کو اور اُن کی خالہ کے بیٹے حضرت یحییٰ کو دیکھا جنہیں اللہ نے لڑکپن میں نبوت عطا کی تھی۔ تیسرے آسمان میں حضرت یوسف ؑ کو اُنکی جمالی صورت میں دیکھا۔ چوتھے آسمان میں حضرت ادریس ؑ کو دیکھا جن کو اللہ نے اونچے مکان پر اُٹھالیا۔ پانچویں آسمان میں حضرت ہارون ؑ کو دیکھا جو بنی اسرائیل میں محبوب تھے۔ چھٹے آسمان میں حضرت موسےٰ ؑ کو دیکھا جن سے اللہ نے کلام کی۔ اور راز و نیاز کی باتیں کیں۔ ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم ؑ کو دیکھا جو دل و نیت کی سلامتی سے اپنے رب کیطرف متوجہ ہوئے تھے۔ اور اللہ نے اُنکو نمرود کی آگ سے بچایا تھا اور عافیت بخشی تھی۔ پھر آپ سدرۃ المنتہےٰ ؑ کی طرف اُٹھائے گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹) ہے کیونکہ ظنی الثبوت ہے۔ اسراء اور معراج دونو حالت بیداری میں جسد مبارک کے ساتھ ہوئے۔ یہی مذہب ہے جمہور محققین فقہا و متکلمین و صوفیہ کرام کا۔ قول الٰہی اسرٰے بعبدہ سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ عبد جسم و روح کا نام ہے نہ فقط روح کا۔ آیہ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِىْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ سے اسکی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ رویا سے مراد رویا عینی ہے جیسا کہ ابن عباس کا قول ہے۔ اور آیہ وما زاغ البصر وما طغی اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ روح کے لئے بصر نہیں بلکہ بصیرت ہے اور سونیوالے کے لئے آنکھ کا عدم طغیان کوئی کمال نہیں علاوہ ازیں احادیث صحیحہ کثیرہ سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ اگر یہ خواب میں ہوتا تو کوئی انکار نہ کرتا۔ اور لوگ بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرتے۔ کیونکہ خواب میں ایسا امر محال نہیں۔ خواب میں تو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہم ایک لحظے میں مشرق میں ہیں اور دوسرے میں مغرب میں ہیں۔ ۱؎ یہ تمام قصہ احادیث میں بالتفصیل مذکور ہے۔ ۲؎ سدرۃ المنتہےٰ ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جہاں ایک

إِلَى مَقَامِ الْمُكَافَحَةِ الَّذِي قَرَّبَهُ اللهُ فِيهِ
وَأَدْنَاهُ ۝ وَأَمَاطَ لَهُ حُجُبَ الْأَنْوَارِ الْجَلَالِيَّةِ
وَأَرَاهُ بِعَيْنَيْ رَأْسِهِ مِنْ حَضْرَةِ الرُّبُوبِيَّةِ
مَا أَرَاهُ ۝ وَبَسَطَ لَهُ بُسُطَ الْإِجْلَالِ فِي
الْمَجَالِي الذَّاتِيَّةِ ۝ وَفَرَضَ عَلَيْهِ وَعَلَى أُمَّتِهِ
خَمْسِينَ صَلَاةً ثُمَّ انْهَلَّ سَحَابُ الْفَضْلِ
فَرُدَّتْ إِلَى خَمْسٍ عَمَلِيَّةٍ ۝ وَلَهَا أَجْرُ
الْخَمْسِينَ كَمَا شَاءَهُ فِي الْأَزَلِ وَقَضَاهُ ۝
ثُمَّ عَادَ فِي لَيْلَتِهِ وَصَدَّقَهُ الصِّدِّيقُ
بِمَسْرَاهُ وَكُلُّ ذِي عَقْلٍ وَرَوِيَّةٍ ۝ وَ
كَذَّبَتْهُ قُرَيْشٌ وَارْتَدَّ مَنْ أَضَلَّهُ الشَّيْطَانُ
وَأَغْوَاهُ ۝

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمٍ

ثُمَّ عَرَضَ نَفْسَهُ عَلَى الْقَبَائِلِ بِأَنَّهُ
رَسُولُ اللهِ فِي الْأَيَّامِ الْمَوْسِمِيَّةِ ۝
فَآمَنَ بِهِ سِتَّةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ
اخْتَصَّهُمُ اللهُ بِرِضَاهُ ۝

یہانتک کہ آپنے اُن قلموں کی آواز سنی جنسے قضایاے الٰہی
لکھے جارہے تھے۔ وہانسے روبرو ہونیکے مقام تک اوٹھائے گئے
جسمیں اللہ نے آپ کو قریب نزدیک کیا۔ اور آپ کے لئے جلالی
انوار کے پردے اوٹھائیے۔ اور آپ کو سر کی دونوں آنکھوں سے
بارگاہ ربوبیت سے دکھادیا جو دکھادیا۔ اور آپ کے لیے
ذاتی جلوہ گاہوں میں بزرگی کے فرش بچھائے۔ اور آپ کی
امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ پھر فضل و کرم کا بادل زور
سے برسا۔ پس پانچ کردی گئیں جو معمول ہیں۔ اور پانچ کے
لئے پچاس کا ثواب ہے جیسا کہ اللہ نے ازل میں چاہا اور حکم
کیا۔ پھر آپ اُسی رات واپس آئے۔ اور حضرت صدیق اکبر
نے اور ہر ایک عقل و ہوش والے نے آپ کے معراج کی تصدیق
کی۔ مگر قریش نے آپ کو جھٹلایا۔ اور جسے شیطان نے گمراہ
کیا اور بہکایا وہ مرتد ہوگیا۔

الٰہی بہ عطر و درود و سلام معطر بکن قبر خیر الانام

پھر آپ نے ایام حج میں اپنے آپ کو قبائل پر ظاہر کیا کہ میں اللہ
کا رسول ہوں۔ پس انصار میں سے چھ مرد آپ
پر ایمان لائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۰) سدرہ یعنی بیر کا درخت ہے۔ اس میں پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے شہر ہجر کے مٹکے اور اسکے پتے ایسے ہیں جیسے ہاتھیوں کے کان۔ اس درخت کی جڑ چھٹے آسمان میں اور شاخیں ساتویں میں ہیں۔ اسپر ہزارہا نوری فرشتے مثل پتنگوں کے تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔ اسے منتہٰی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ بندوں کے اعمال یہانتک فرشتوں کی وساطت سے پہونچتے ہیں۔ اس سے اوپر بواسطہ قدرت الٰہی کے جاتے ہیں۔ اوامر و احکام الٰہی جو اوپر سے نازل ہوتے ہیں انکو فرشتے اسی جگہ سے نیچے لاتے ہیں۔ پس یہ حد ونکے علوم و اعمال اور فرشتوں کے عروج کا منتہٰی ہے۔ سوائے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی فرشتہ یا انسان آگے اور نہیں گیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے

چنان گرم در تیہ قربت براند که در سدره جبریل ازو باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام که اے حامل وحی برتر خرام
بگفتا فراتر مجالم نماند بماندم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱) شام سے بنی اسرائیل کا ایک لشکر اُن کے مقابلے پر بھیجا اور حکم دیا کہ سب کو قتل کر دو اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ انہوں نے حسب الارشاد سب کو قتل کر دیا مگر عمالقہ کے بادشاہ ارتم کے ایک بیٹے کو جو بڑا خوب صورت تھا قتل نہ کیا۔ اور اس کا فیصلہ حضرت موسےؑ پر ملتوی رکھا۔ جب اُس لڑکے کو ساتھ لے کر لشکر شام میں پہونچا۔ تو حضرت موسےؑ کا انتقال ہو چکا تھا بنی اسرائیل نے اس لشکر کو نافرمان قرار دے کر شام میں نہ رہنے دیا۔ لہذا وہ لشکر یہود یثرب میں آ رہا۔ پھر جب رومی ملک شام پر قابض ہو گئے۔ تو یہود کے قبیلے بنو النضیر۔ بنو قریظہ اور بنو بہدل وہاں سے بھاگ کر یثرب میں آباد ہو گئے۔ اس طرح یثرب یہود کا ایک بڑا مرکز بن گیا تھا۔ اور وہاں کے یہود دیگر یہودیوں کی نسبت بڑے ثروت و عزت والے تھے۔ اس کے بعد جب مارب واقع یمن میں اللہ تعالے نے سیل العرم بھیجا۔ تو وہاں کے لوگ جو ازد بن الغوث بن نبت بن مالک بن اُدد بن زید بن کہلان بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد سے تھے مختلف مقامات میں جا آباد ہوئے۔ چنانچہ جو شن میں آباد ہوئے ازد شنوءہ کہلائے۔ جو بطن مرؔ میں جا رہے وہ خزاعہ کہلائے۔ جو بصرے و حفیر واقع ملک شام میں جا بسے غسان مشہور ہوئے۔ جو قصر عمان میں آباد ہوئے۔ وہ ازد عمان کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور جو یثرب میں آ رہے وہ اوس و خزرج تھے۔ انکے علاوہ خاسنہ۔ بارق۔ دوس۔ عتیک اور غافق بھی ازد کے قبائل ہیں۔ اوس و خزرج میں سے جو ابتدا میں اسلام لائے وہی لوگ انصار ہیں۔ لفظ انصار جمع ہے نصیر کی جس کے معنے مددگار کے ہیں۔ چونکہ انہوں نے ایمان لا کر جناب رسالت مآب کی مدد کی تھی۔ اس لئے انصار کہلائے۔ رضی اللہ تعالے عنہم۔ تاریخ ابوالفدا و کتاب الاغانی۔

۲؎ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے چوتھے سال اپنی رسالت کو ظاہر کیا اور دس سال مکہ شریف میں دعوت اسلام کی۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ ہر سال ایام حج میں تمام قبائل عرب کو دعوت اسلام کرتے اور پکار کر فرماتے کہ اے فلاں شخص کی اولاد۔ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اُس کی عبادت کرو اور کسی کو اُسکا شریک نہ ٹھیراؤ اور اس کے سوا دیگر معبودوں کی پرستش سے باز آؤ۔ مجھپر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حمایت کرو یہاں تک کہ میں احکام الٰہی کو ظاہر کر دوں۔ جب آپ اِس کلام کو ختم کرتے۔ تو آپ کے پیچھے سے ایک شخص بھینگا سر کی دونو طرف کے بال گندھے ہوئے اور حلہ عدنی پہنے ہوئے یوں منادی کرتا۔ اے فلاں شخص کی اولاد۔ یہ محمدؐ تم کو اِس بات کی طرف بلاتا ہے کہ تم لات و عزے کی پرستش کا حلقہ اپنی گردن سے نکال پھینکو۔ اور جو بدعت و گمراہی وہ لایا ہے اُسے اختیار کرو۔ اس کا کہنا نہ مانیو اور اُس کی ایک نہ سنیو۔ یہ بھینگا شخص ابولہب تھا۔ اِس طرح آپ نے قبیلہ کندہ و کلب و بنی حنیفہ و بنی عامر بن صعصعہ وغیرہم کو دعوت اسلام کی۔ مگر انھوں نے قبول نہ کی۔ چونکہ اللہ تعالے کو اپنے دین اور اپنے رسول کا اعزاز منظور تھا۔ اس لئے نبوت کے گیارھویں سال حسب عادت آپ نے منےٰ میں عقبہ کے نزدیک قبیلہ خزرج کی چھ آدمیوں کو

وَحَجَّ مِنْهُمْ فِي الْقَابِلِ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَبَايَعُوْهُ بَيْعَةً خَفِيَّةً ○ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَظَهَرَ الْاِسْلَامُ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَتْ مَعْقِلَهُ وَ مَاْوَاهُ ○ وَقَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْعَامِ الثَّالِثِ سَبْعُوْنَ وَثَلَاثَةٌ اَوْ وَخَمْسَةٌ وَامْرَاَتَانِ مِنَ الْقَبَائِلِ الْاَوْسِيَّةِ وَالْخَزْرَجِيَّةِ ○ فَبَايَعُوْهُ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اِثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا بِحَاجَةٍ سَرَاهٗ ○ فَهَاجَرَ اِلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ ذَوُو الْمِلَّةِ الْاِسْلَامِيَّةِ ○

جنہیں اللہ نے اپنی خوشنودی کے ساتھ خاص کیا۔ سال آیندہ میں انصار میں سے بارہ مردوں نے حج کیا اور آپ سے بیعت حفیہ کی۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ اس طرح مدینہ میں اسلام ظاہر ہو گیا اور مدینہ اسلام کی جاے پناہ ہو گیا۔ تیسرے سال قبائل اوس و خزرج کے تہتر یا پچھتر[1] مرد اور دو عورتیں آپ کے پاس آئیں۔ اور آپ سے بیعت کی آپ نے بارہ بڑے بڑے سردار نقیبوں کو اُن کا امیر بنا دیا۔ پس دین اسلام والوں نے مکہ سے اُن کی طرف ہجرت کی اور اس ثواب[2] کی امید میں اپنا گھر بار چھوڑا جو اُن لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو کفر کو ترک کریں اور اس سے دور ہو جائیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲) دعوت اسلام کی۔ وہ ایمان لائے۔ انہوں نے مدینے میں پہونچکر اپنے بھائی بندوں کو دعوت اسلام کی۔ اسلئے سال آیندہ میں بارہ مرد ایام حج میں مکہ میں آئے اور عقبہ کے متصل آنحضرت کے ہاتھ پر عورتوں کیطرح بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے۔ چوری نہ کریں گے۔ قتل نہ کریں گے۔ زمانہ حال و استقبال میں بہتان نہ لگائیں گے۔ کسی امر معروف میں آپ کی نافرمانی نہ کرینگے۔ چونکہ عورتوں سے انہی امور پر بیعت ہوئی تھی۔ اس لئے بیعت مذکورہ کو عورتوں کی سی بیعت کہا۔ اس کو العقبۃ الاولے یعنی عقبہ میں اول مرتبہ بیعت کہتے ہیں۔ جناب رسالتمآب نے ان بارہ مردوں کے ساتھ مصعب بن عمیر بن ہاشم کو کر دیا تاکہ انکو تعلیم اسلام دیں۔ حضرت مصعب سعد بن زرارہ کے ساتھ پہلے بنی عبد الاشہل میں آئے۔ اس قبیلے کے سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر مصعب کے سمجھانے سے ایمان لائے۔ انکے اسلام لانے پر سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ تفصیل کے لئے دیکھو سیرت ابن ہشام۔

[1] یہ لوگ نبوت کے تیرھویں سال مصعب بن عمیر کے ساتھ مکہ میں آئے۔ اور عقبہ منے میں اس بات پر آنحضرت سے بیعت کی کہ جو چیز ہم اپنے اہل و عیال سے باز رکھتے ہیں وہ آپ سے بھی باز رکھینگے۔ اسے عقبہ کی بیعت ثانیہ کہتے ہیں۔ آپ نے انہیں سے بارہ مردوں کو نقیب بنا کر ان سے یوں ارشاد کیا انتم علی قومکم بما فیہم کفلاء ککفالۃ الحواریین لعیسی بن مریم وانا کفیل علی قومی تالوانعم یعنی تم اپنی اپنی قوم کے حالات کے کفیل ہو جیسے حواری حضرت عیسے بن مریم کے کفیل تھے اور میں تمام مسلمین کا کفیل ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ اس بیعت کے

وفارقوا الاوطان رغبةً فيما اعدّ لمن هجر
الكفر وناه ○ وخافت قريش ان يلحق صلى
الله عليه وسلم باصحابه على الفورية ○
فائتمروا بقتله فحفظه الله تعالى من كيدهم
ونجاه ○ واذن له في الهجرة فرقبه المشركون
ليوردوه بزعمهم حياض المنية ○ فخرج عليهم
ونثر على رؤسهم التراب وحثاه ○ وامّ غار
ثور وفاز الصديق فيه بالمعية ○
واقاما فيه ثلثاً تحمي الحمائم والعناكب حماه ○
ثم خرجا منه ليلة الاثنين وهو صلى الله
عليه وسلم على خير مطية ○ وتعرض له
سراقة فابتهل فيه الى الله ودعاه ○

قریش ڈرے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہیں فوراً آپؐ
اصحاب سے مل نہ جائیں۔ پس انہوں نے آپ کے قتل کرنے
کے لئے مشورہ کیا۔ مگر اللہ تعالٰے نے آپ کو ان کے مکر سے
بچا لیا اور نجات دی۔ اور آپ کو ہجرت کی اجازت دی
گئی۔ پس مشرک اس تاک میں لگے کہ آپ کو بزعم خود
موت کے حوضوں میں اتار دیں۔ آپ ان کی طرف نکلے
اور انکے سروں پر مٹی کی مٹھی بھر کر پھینک دی اور
غار ثور کا قصد کیا۔ صدیق اکبر نے اس غار میں ساتھ
ہونے کا شرف پایا۔ وہ تو اس میں تین راتیں رہے کبوتر اور
کڑیاں آپ کی محفوظ جگہ کی حفاظت کرتی تھیں۔
پھر دوشنبہ کی رات کو دونو غار سے نکلے۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم عمدہ اونٹنی (قصواء) پر سوار تھے)
سراقہ آپ کے آگے آیا۔ پس آپ نے اس معاملہ
میں اللہ تعالٰے سے عاجزی کی۔ اور سراقہ کو بد دعا دی۔

ؔ جب قریش نے دیکھا کہ جناب رسالت مآب کے معاون و مددگار بہت ہو گئے ہیں اور اصحاب میں بھی بہت سے
آدمی داخل ہیں۔ تو انہیں خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے معاونین کو ہمراہ لے کر مدینہ پر چڑھائی کر کے اسے اپنے
قبضے میں لائیں۔ اس لئے وہ مشورہ کے لئے دار الندوہ میں جمع ہوئے جسے قصی بن کلاب نے بنایا تھا اور جسکا دروازہ
مسجد کعبہ کیطرف تھا۔ بعض نے کہا کہ جب صبح ہو۔ تو آنحضرت کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو۔ بعض
نے کہا کہ ان کو یہاں سے نکال دو۔ ابو جہل لعین نے کہا۔ نہیں بلکہ انکو قتل کر دو۔ سب نے شیخ نجدی یعنی شیطان سے اغوا
ابو جہل کی رائے سے اتفاق کیا اور مل کر آنحضرت کو گھر میں آ گھیرا۔ مگر اللہ تعالٰے نے آپ کو مطلع کر دیا۔ پس آپ نے
حضرت علی سے کہا۔ یا علی تم یہ میری سبز چادر اوڑھ کر میری جگہ لیٹ جاؤ۔ آپ نے خاک کی ایک مٹھی لے کر اس پر
سورہ یٰس شریف کی شروع کی آیات فاغشینٰھم فھم لا یبصرون تک پڑھ کر کفار کے سروں پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴) پھینک دی۔ اور اس مجمع میں سے صاف نکل گئے۔ کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ ایک شخص جو اس مجمع میں نہ تھا ان کو اطلاع دی کہ آنحضرت تو تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال کر چلے گئے ہیں۔ مگر حضرت علی کو بستر پر سبز چادر اوڑھے ہوئے دیکھ کر وہ اسی خیال میں رہے کہ جناب رسالت مآب سو رہے ہیں۔ جب صبح کو حضرت علی بیدار ہوئے۔ تو سب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ آیت وَاِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ میں اسی قصہ کیطرف اشارہ ہے۔

آنحضرت اپنے دولت خانہ سے حضرت ابوبکر کے گھر گئے۔ اور اس سے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے حضرت ابوبکر نے عرض کی۔ الصحابۃ بابی انت یارسول اللہ (میں مصاحبت چاہتا ہوں۔ میرا باپ تجھ پر قربان ہو یارسول اللہ) آپ نے فرمایا نعم (ہاں) حضرت ابوبکر نے عرض کی۔ فخذ بابی انت یارسول اللہ احدی راحلتی ھاتین (میرا باپ تجھپر قربان ہو یارسول اللہ۔ میری ان دو اونٹنیوں میں سے ایک لے لیں) آپ نے فرمایا۔ بالثمن یعنی قیمت سے لیتا ہوں۔ بی بی عائشہ جو اس وقت اپنے باپ کے گھر میں آئی ہوئی تھیں بیان کرتی ہیں کہ ہم نے سفر کیضروریات کو جلد تیار کر دیا اور دونو کے لئے زاد راہ تیار کر کے ایک تھیلی میں ڈالدیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر نے اپنے کمربند کے ایک ٹکڑے سے تھیلی کا منہ بند کر دیا اور دوسرے سے مشکیزے کا تسمہ بنا دیا۔ اس وجہ سے اسماء کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔ غرض جناب رسالت مآب صدیق اکبر کو ساتھ لے کر جبل ثور کی غار میں جا چھپے۔ امر الٰہی سے اس غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تنا۔ اور اس کے کنارے پر کبوتری نے انڈے دیے۔ کفار قریش نے ایسا تعاقب کیا کہ اس غار کے دروازے پر پہنچ گئے۔ مگر مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر آنحضرت اس میں داخل ہوتے۔ تو مکڑی جالا نہ تنتی اور کبوتری انڈے نہ دیتی۔ ظنوا الحمام وظنوا العنکبوت علی۔ خیر البریۃ لم تنسج ولم تحم

صدیق اکبر نے گھبرا کر عرض کی۔ یارسول اللہ لوان احدھم نظر الی قدمہ ابصرنا (یارسول اللہ اگر ان میں سے کوئی اپنے قدم کیطرف نظر ڈالے تو ہمیں دیکھ لے گا) آپ نے فرمایا۔ یا ابابکر ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما (اے ابوبکر تیرا کیا گمان ہے ان دو کی نسبت جنکا تیسرا اللہ ہو) تین دن کے بعد اس غار سے نکلے۔ تو سراقہ تعاقب میں آپ کے نزدیک آپہونچا۔ حضرت ابوبکر بولے۔ اتینا یارسول اللہ (ہم پر آپہونچے یارسول اللہ) آپ نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (تو غمگین نہ ہو۔ البتہ اللہ ہمارے ساتھ ہے) پس آپ نے سراقہ پر بددعا کی۔ سراقہ کا گھوڑا سراقہ سمیت پیٹ تک زمین میں دھس گیا۔ سراقہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ۔ میرے واسطے دعاے خیر کریں۔ میں کسی کافر کو آپ تک نہ آنے دونگا۔ پس آپ کی دعا سے سراقہ نے نجات پائی۔ اور وہ واپس لوٹا۔ راستے میں جس سے ملتا ہے

فَسَاخَتْ قَوَائِمُ يَعْبُوبِهِ[۱]	اس پر سراقہ[۱] کے بلے تیز رفتار گھوڑے کی ٹانگیں سخت
فِي الْأَرْضِ الصَّلْبَةِ الْقَوِيَّةِ ○	کڑی زمین میں دھس گئیں - اور اُسنے آپ سے پناہ
وَسَأَلَهُ الْأَمَانَ فَمَنَحَهُ إِيَّاهُ ○	مانگی - پس آپ نے اُسے امان دی -
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمَ	الٰہی معطر درود و سلام
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمٍ	معطر کن قبر خیر الانام
وَمَرَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اور مقام قدید[۲] میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ام معبد[۳]
بِقُدَيْدٍ عَلَى أُمِّ مَعْبَدٍ الْخُزَاعِيَّةِ ○	خزاعیہ پر گزرے -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) یہ کہہ کر واپس کر لیتا کہ میں نے بہت ڈھونڈا - آنحضرت ادھر نہیں ہیں - غرض آنحضرت صلعم بارھویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن ظہر کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے - اللھم صل وسلم و بارک علیہ - سیرت ابن ہشام - دلائل حافظ ابی نعیم - مشکوۃ و صحیح بخاری -

[۱] سراقہ بن مالک بن جعشم شاعر تھا - فتح مکہ کے روز ایمان لایا اور ابو جہل سے یوں کہا -

اباحکم واللہ لو کنت شاھدا + لامر جوادی اذ تسیخ قوائمه + علمت ولم تشکک بان محمدا
(اے ابو الحکم اللہ کی قسم اگر تو دیکھتا میرے گھوڑے کا حال جب دھنستی تھیں اُس کی ٹانگیں تو جان لیتا اور شک نہ کرتا کہ محمد)
رسول وبرھان فمن ذا یقاومه +
(رسول و برہان ہیں پس کون مقابلہ کر سکتا ہے آپ کا)

جناب رسالت مآب نے سراقہ سے فرمایا تھا - کیف بک اذا لبست سواری کسرٰی (تیرا کیا حال ہو گا جب تو کسرے کے دو کنگن پہنایا جائیگا) جب خلافت عمر رض میں وہ دونو کنگن حضرت عمر رض کے ہاتھ آئے تو آپ نے سراقہ کو پہنا دئے اور فرمایا - الحمد للہ الذی سلبھما کسریٰ والبسھما سراقۃ (ستایش اللہ کو ہے جس نے یہ کنگن کسرے سے چھین لئے اور سراقہ کو پہنا دئے) ۲۴ھ میں بعہد عثمان غنی سراقہ نے وفات پائی -

[۲] قدید مدینے کے راستے میں رابغ کے نزدیک ایک جگہ ہے -

[۳] ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد بن منقذ بن ربیعہ ہے - وہ پارسا اور قوی تھی - اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھا کرتی اور ساکین و فقرا کو پانی پلاتی - اور کھانا کھلایا کرتی تھی - استیعاب لابن عبد البر -

وأراد ابتياع لحم أو لبن منها فلم يكن
شيء من ذلك خبأ وها قد حواه ○ فنظر
إلى شاة في البيت خلفها الجهد عن الرعية
فاستأذنها في حلبها فأذنت وقالت لو كان
بها حلب لأصبناه ○ فمسح الضرع منها
ودعى الله مولنه ووليه ○ فدرّت
وحلب وسقى كلاً من القوم وأرواه ○ ثم
حلب وملأ الإناء وغادره لديها آية جلية ○
فجاء أبو معبد ورأى اللبن فذهب به العجب إلى
اقصاه ○ قال أنى لك هذا ولا حلوب بالبيت
تبض بقطرة لبنية ○ فقالت مر بنا رجل مبارك
كذا وكذا جثمانه ومعناه ○ فقال هذا صاحب
قريش وأقسم بكل ألية ○ بأنه لو رآه
لآمن به واتبعه وأدناه ○ وقدم صلى
الله عليه وسلم المدينة يوم الإثنين
ثاني عشر ربيع الأول وأشرقت
به أرجاؤها الزكية ○

اور اُس سے گوشت یا دودھ خریدنا چاہا۔ مگر اُس کے خیمے میں
انہیں سے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آپ نے اُس کے گھر
میں ایک بکری دیکھی جو کمزوری و لاغری کے سبب دوسری
بکریوں سے گھر میں پیچھے رہ گئی تھی۔ آپ نے اُس کے
دوہنے کی اجازت مانگی۔ ام معبد نے اجازت دیدی اور
بولی۔ اگر اُس کے نیچے دودھ ہوتا تو البتہ ہم خود اُسے دوہ لیتے
آپ نے اسکے تھن پر ہاتھ پھیرا اور اپنے مالک و مددگار اللہ سے
دعا مانگی۔ پس دودھ اتر آیا۔ آپ نے دوہا اور قوم میں سے
ہر ایک کو پلا کر سیراب کر دیا۔ آپ نے پھر دوہا اور دوہنے کے
برتن کو بھر لیا اور اُسے ام معبد کے پاس بطور ایک ظاہر نشانی
کے چھوڑا۔ اسکا خاوند ابو معبد آیا۔ اور اُس نے دودھ دیکھا۔
اُسے نہایت درجے کا تعجب ہوا۔ پوچھا یہ دودھ تیرے پاس
کہاں سے آیا۔ حالانکہ گھر میں تو کوئی دودھ دینے والی
بکری نہیں جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔ ام معبد نے
جواب دیا کہ ہمارے پاس ایک مبارک شخص اس اس
طرح کی ظاہری و باطنی ہیئت والا آیا تھا۔ ابو معبد بولا وہی
تو قریش کے سردار ہیں۔ اور طرح طرح کی قسمیں کھائیں
کہ اگر میں ان کو دیکھ پاؤں۔ تو اُن پر ایمان لاؤں۔ اُنکی
پیروی کروں اور اُنکے پاس رہوں۔ غرض آنحضرت صلعم
بارھویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن مدینہ میں پہنچے۔

لہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ عن حزام بن هشام عن ابيه عن جده حبيش بن خالد وهو
اخو ام معبد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حين اخرج من مكة خرج مهاجرا

الی المدینۃ ھو وابو بکر ومولی ابی بکر عامر بن فھیرۃ ودلیلھما مروا علی خیمتی
ام معبد فسألوھا لحما وتمرا لیشتروا منھا فلم یصیبوا عندھا شیئاً من ذلک
وکان القوم مرملین مسنتین فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی شاۃ فی کسر الخیمۃ فقال ما ھذہ الشاۃ یا ام معبد قالت
شاۃ خلّفھا الجھد عن الغنم قال ھل بھا من لبن قالت ھی اجھد من
ذلک۔ قال اتاذنین لی ان احلبھا قالت بابی انت وامی ان رأیت بھا
حلباً فاحلبھا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمسح بیدہ
ضرعھا وسمّی اللہ تعالی ودعا لھا فی شاتھا فتفاجت علیہ ودرّت
واجتبرت فدعا باناء یربض الرھط فحلب فیہ ثجا حتی علاہ البھاء ثم سقاھا حتی
رویت وسقی اصحابہ حتی رووا ثم شرب اٰخرھم ثم حلب فیہ اناء ثانیاً بعد بدء حتی ملأ الاناء ثم غادرہ
عندھا وبایعھا وارتحلوا عنھا رواہ فی شرح السنۃ وابن عبد البر فی الاستیعاب وابن الجوزی فی کتاب الوفاء
وفی الحدیث قصۃ انتھی۔

ترجمہ۔ ام معبد کے بھائی حبیش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ سے نکالے گئے۔ مدینہ کیطرف
ہجرت کرتے ہوئے نکلے وہ اور ابو بکر اور ابو بکر کا آزاد کیا ہوا غلام عامر بن فہیرہ اور دونو کا رہبر عبد اللہ بن اریقط
اللیثی) اور ام معبد کے دو خیموں پر گذرے۔ اُس سے گوشت اور چھوارے دریافت کئے تاکہ خرید لیں۔ پس اُسکے پاس
اِن میں سے کوئی چیز نہ پائی۔ اور ام معبد کی قوم بے زاد و بے توشہ اور قحط زدہ تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے خیمہ کی جانب ایک بکری دیکھی۔ پوچھا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ لاغری و کمزوری کے سبب
بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔ آپنے پوچھا۔ کیا اِس کے نیچے دودھ ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ وہ اس سے بعید ہے کہ
دودھ دے۔ آپ نے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ اِسے دوہ لوں۔ اُسنے عرض کی۔ میرے ماں باپ تجھ پر قربان
ہوں۔ اگر تو اس کے نیچے دودھ دیکھے۔ تو اِسے دوہ لے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ بکری طلب کی اور
اپنا ہاتھ اُس کے تھن پر پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور ام معبد کے لئے اُس کی بکری کی نسبت دعا کی۔ پس بکری نے
آپ کے لئے اپنی دونو ٹانگیں چوڑی کر دیں اور دودھ دیا اور جگالی کی۔ آپ نے برتن مانگا جو گروہ کو سیراب کر دے۔
پس آپ نے اُس میں خوب دوہا یہاں تک کہ اُس پر جھاگ آ گئی۔ پھر اُسے پلایا یہاں تک کہ سیر ہو گئی اور اپنے

ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔ پھر سب کے بعد آپ نے پیا۔ پھر پہلی بار کے بعد دوسری دفعہ دوہا یہاں تک کہ برتن کو بھر دیا۔ پھر اس برتن کو ام معبد کے پاس چھوڑا اور ام معبد کو اسلام میں بیعت کی۔ اور سب اس کے پاس سے کوچ کر گئے۔ اس حدیث کو شرح السنہ میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں روایت کیا ہے اور اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ انتہی۔ وہ قصہ استیعاب میں اسکے بعد ہی یوں مذکور ہے۔ فقلما لبثت

حتی جاء زوجها ابو معبد یسوق اعنزا عجافاً یتساوکن هزالاً مخهن قلیل فلما رأی ابو معبد اللبن عجب وقال من این لك هذا اللبن یا ام معبد والشاة عازب حیال ولا حلوب فی البیت قالت لا والله الا انه مر بنا رجل مبارك من حاله كذا وكذا قال صفیه لی یا ام معبد قالت رأیت رجلاً ظاهر الوضاءة ابلج الوجه حسن الخلق لم تعبه ثجلة ولم تزر به صعلة وسیم قسیم فی عینیه دعج وفی اشفاره عطف وفی عنقه سطع وفی صوته صحل وفی لحیته كثاثة ازج اقرن ان صمت فعلیه الوقار وان تكلم سما وعلاه البهاء اجمل الناس وابهاه من بعید واحسنه واجمله من قریب حلو المنطق فصل لا نزر ولا هذر كان منطقه خرزات نظم یتحدرن ربعة لا بائن من طول ولا تقتحمه عین من قصر غصن بین غصنین فهو انضر الثلاثة منظرا واحسنهم قدرا له رفقاء یحفون به ان قال انصتوا لقوله وان امر تبادروا الی امره محفود محشود لا عابس ولا مفند قال ابو معبد هو والله صاحب قریش الذی ذكر لنا من امره ما ذكر بمكة ولقد هممت ان اصحبه ولافعلن ان وجدت الی ذلك سبیلاً۔ فاصبح صوت بمكة عال یسمعون الصوت ولا یدرون من صاحبه وهو یقول

جزی الله رب الناس خیر جزائه	رفیقین حلا خیمتی ام معبد
هما نزلاها بالهدی فاهتدت به	فقد فاز من امسی رفیق محمد
فیا لقصی ما زوی الله عنكم	به من فعال لا تجازی وسودد
لیهن بنی كعب مقام فتاتهم	ومقعدها للمومنین بمرصد
سلوا اختكم عن شاتها وانائها	فانكم ان تسالوا الشاة تشهد

دعاھا بشاۃ حائل فتحلبت
علیہ بصریح ضرۃ الشاۃ مُزبد
فغادرھا رھنالدیھا لحالب
یردد ھافی مصدر ثم مورد

ترجمہ۔ پس ام معبد تھوڑی دیر ٹھیری کہ اتنے میں اسکا خاوند ابو معبد لاغر بکریاں ہانکتے ہوئے آیا جو دبلا پن کے سبب آہستہ چلتی تھیں اور انکی ہڈیوں میں مغز کم تھا۔ جب ابو معبد نے دودھ دیکھا۔ تو متعجب ہو کر کہنے لگا۔ اے ام معبد تیرے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا حالانکہ بکریاں دور چراگاہ میں تھیں اور حاملہ نہ تھیں اور گھر میں کوئی دودھ دینے والی نہ تھی۔ اس نے کہا نہیں قسم خدا کی گر ہم پر ایک مبارک مرد گزرا جس کا حال ایسا ایسا تھا۔ اس نے کہا اے ام معبد میرے لئے اس کے اوصاف بیان کر۔ ام معبد نے کہا۔ میں نے اس کو دیکھا۔ اس کی خوب صورتی ظاہر۔ چہرہ نورانی۔ خلق اچھا۔ کلائی شکم نے اس کو عیب ناک نہ کیا۔ اور سر کی چھٹائی نے اس کو معیوب بنایا۔ خوب صورت خوبرو۔ دونوں آنکھوں میں سیاہی۔ پلکوں میں درازی۔ گردن میں لمبائی۔ آواز میں درشتی۔ ڈاڑھی گھنی۔ بھویں باریک و دراز (بظاہر) دونو آنکھوں کے درمیان ملی ہوئیں۔ اگر وہ چپ ہو تو اس پر وقار و تمکین ہے۔ اگر کلام کرے۔ تو اس پر خوبی و زیبائی آجاتی ہے۔ دور سے سب لوگوں سے خوب صورت و زیبا۔ اور قریب سے سب سے حسن و جمال میں سوا۔ کلام شیریں حق و باطل میں فرق کرنے والا نہ حد سے کم نہ حد سے زیادہ۔ گویا اس کا کلام لڑی کے موتی ہیں جو گر رہے ہیں۔ میانہ قد نہ طول میں بہت زیادہ اور نہ اتنے کوتاہ کہ آنکھ اس کو حقیر سمجھے۔ ایک ٹہنی ہے دو ٹہنیوں کے درمیان۔ پس وہ تینوں میں شکل کے لحاظ سے سب سے تازہ اور قدر میں سب سے اچھا۔ وہ مخدوم ہے اپنے اصحاب سے گھرا ہوا۔ نہ ترشرو۔ نہ بڑھاپے سے حواس باختہ۔ ابو معبد نے کہا۔ اللہ کی قسم وہی قریش کا سردار ہے جس کے حال سے کہ میں ہمارے پاس ذکر کیا گیا جو ذکر کیا گیا۔ اور بیشک میں نے قصد کر لیا ہے کہ میں اس کا ساتھ دوں۔ اور میں ضرور ایسا کرونگا اگر اس طرف راہ پاؤں۔ پس صبح کو مکہ میں ایک بلند آواز آئی۔ لوگ اس آواز کو سنتے تھے مگر آواز والے کو نہ جانتے تھے۔ وہ ہاتف یہ کہتا تھا۔

(اشعار کا ترجمہ لفظی)

اللہ لوگوں کے پالنے والا نیک جزا دے ۔۔۔ دو رفیقوں کو جو اترے ام معبد کے دو خیموں میں

وَتَلَقَّاهُ الْأَنْصَارُ وَنَزَلَ بِقُبَاءٍ[۲]	اور آپ سے مدینہ کے پاک اطراف روشن ہو گئے۔ اور
وَأَسَّسَ مَسْجِدَهَا عَلَىٰ تَقْوَاهُ ○	انصار آپ سے ملے۔ آپ قبا میں اترے[۱] اور مسجد قبا کی بنا
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمِ	تقوے پر ڈالی۔
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمِ	الٰہی بہ عطر درود و سلام معطر بکن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰)

دونوں اسکے ہاں اترے ہدایت کے ساتھ پس اسنے ہدایت پائی اس سے — پس کامیاب ہوا وہ جو بنا رفیق محمد کا

تعجب ہے قصی (کی اولاد) جو کچھ اٹھا لیا اللہ نے تم سے — اسکی ہجرت کے سبب کرم سیادت سے اسکا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا

مبارک ہو بنی کعب (ام معبد کی قوم) کو انکی جوان عورت کا گھر ہونا — اور مٹھنا مومنوں کے لئے انتظار کی جگہ میں

تم پوچھ لو اپنی بہن سے اسکی بکری اور اسکے برتن کی نسبت — تحقیق اگر تم پوچھو گے بکری شہادت دے گی

آنحضرت نے ام معبد کی بے حمل بکری کے لئے دعا کی پس اس کو رواں کر دیا — آپ پر جھاگ لانے والا خالص دودھ بکری کے تھن نے

پس آپ نے چھوڑا بکری کو ثابت اسکے پاس واسطے دودھ دوہنے والے کے — جو پھرا آتا تھا اسکو اسکے لوٹنے اور جانے کے مکان میں — انتہا

[۱] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن قبا سے آگے باطن مدینہ کو روانہ ہوئے۔ حضور کی تشریف آوری سے جو خوشی اہل مدینہ کو ہوئی۔ اسکا بیان نہیں ہو سکتا حضرت براء بن عازب جو مشاہیر انصار میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ فما رأیت اهل المدینة فرحوا بشئ فرحهم به حتى رأيت الولائد والصبيان يقولون هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جاء (پس میں نے اہل مدینہ کو کسی شے سے ایسے خوش نہ دیکھا جیسے کہ حضور کی تشریف آوری سے یہاں تک کہ میں نے لڑکے لڑکیوں کو یہ کہتے دیکھا۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو تشریف لائے ہیں۔ مشکوٰۃ۔ باب وفات النبی صلے اللہ علیہ وسلم) حضرت انس خادم جناب سرور کائنات فرماتے ہیں لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة لعبت الحبشة بحرابهم فرحا لقدومه (جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں حبشی غلام ہتھیاروں سے کھیلتے تھے۔ ابوداؤد) راستے میں یہ حالت تھی کہ جو لوگ آنحضرت کے ناقہ کو دیکھتے تھے اور انصار کے جس گھر پر حضور کا گزر ہوتا تھا۔ بہت تواضع و تکریم سے پیش آتے تھے اور حضرت کے ناقہ کو روک روک لیتے تھے اور یہ عرض کرتے تھے کہ حضرت یہیں قدم رنجہ فرمائیے۔ آنحضرت سب کے لئے دعائے خیر کرتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱)

اور فرماتے تھے کہ میری یہ ناقہ مامور ہے۔ جس جگہ یہ بیٹھے گی وہی میری قرارگاہ ہے۔ اس تزک و احتشام سے آپ جمعہ کے وقت قبیلہ بنی سالم میں پہونچے اور نماز جمعہ اُس جگہ پڑھی جو اب مسجد جمعہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد وہاں سے نکلے۔ قبائل اُسی طرح سے ملتزم رکاب کرامت مآب ہو کر اُترنے کے لئے التجا کرتے تھے۔ حضور سب کے لئے دعاء خیر فرماتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہاں بیٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس مقام پر پہنچے جہاں مسجد نبوی کا منبر شریف ہے۔ ناقہ بے اختیار وہاں بیٹھ گئی۔ پھر بے اختیار وہاں سے اٹھ کر چند قدم آگے چلی۔ مگر واپس آکر اپنی پہلی جگہ پر بیٹھ گئی۔ ناقہ کا بیٹھنا تھا کہ بنی نجار کی لڑکیوں کی ایک جماعت جناب سید ابرار کی تشریف آوری کی خوشی میں دف بجاتی ہوئی آئیں اور یہ گائیں۔

شعر

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

(ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں۔ واہ وا محمدؐ ہمسایہ)

آنحضرت نے اتر کر اُس جگہ کو برکت دی۔ ابو ایوب انصاری مارے شوق کے حضرت کے ناقہ کا کجاوہ اپنے گھر لے گیا۔ آپ بھی المرء مع رحلہ فرما کر ابو ایوب کے گھر تشریف لے گئے۔ اور مسجد نبوی اور مسکن شریف کی تیاری تک وہیں قیام پذیر ہوئے۔

شعر

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد
ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلَ النَّاسِ خَلْقًا وَخُلُقًا ذَا ذَاتٍ وَصِفَاتٍ سَنِيَّةٍ ○ مَرْبُوْعَ الْقَامَةِ أَبْيَضَ اللَّوْنِ مُشْرَبًا بِحُمْرَةٍ وَاسِعَ الْعَيْنَيْنِ أَكْحَلَهُمَا أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ قَدْ مُنِحَ الزَّجَجَ حَاجِبَاهُ ○ مُفَلَّجَ الْأَسْنَانِ وَاسِعَ الْفَمِ حَسَنَهُ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ ذَا جَبْهَةٍ هِلَالِيَّةٍ ○

اور تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صورت وسیرت میں سب لوگوں سے کامل۔ عالی ذات وصفات۔ میانہ قد سفید رنگ سرخی ملا ہوا۔ بڑی بڑی آنکھیں سرگمیں۔ لمبی لمبی پلکیں۔ بھویں لمبی باریک۔ دانت کشادہ۔ منہ خوبصورت چوڑا۔ جانب پیشانی کشادہ۔ پیشانی بشکل ہلال۔

لہ یہاں سے ہمارے آقائے نامدار کا حلیہ شریف بیان ہوتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ جن بزرگوں نے آپ کا وصف بیان کیا ہے وہ صرف بر سبیل تمثیل بیان کیا ہے۔ ورنہ حقیقت وصف آنجناب کو کوئی بندہ سوائے خالق کے نہیں جانتا۔ اسیواسطے امام بوصیری رحمہ اللہ نے ہمزیہ میں فرمایا ہے۔ انما مثلوا صفاتك للناس كما مثل النجوم الماء یعنی وصف کرنے والوں نے لوگوں کیلئے تیری صفات کی صرف صورت دکھائی ہے جیسا کہ پانی ستاروں کی صورت دکھا دیتا ہے۔ حاشیۃ الشیخ ابراہیم البیجوری علے الشمائل المحمدیہ للترمذی۔ ٹلہ عن جابر بن سمرة قال كان في ساقي رسول الله صلى الله عليه وسلم حموشة وكان لا يضحك الا تبسما وكنت اذا نظرت اليه قلت اكحل العينين وليس باكحل رواه الترمذی

ترجمہ۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دونو پنڈلیوں میں باریکی تھی۔ اور آپ نہ ہنستے تھے مگر بطریق تبسم۔ اور جب میں آپ کیطرف دیکھتا تھا تو کہتا تھا کہ آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ آپ سرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے تھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ٹلہ شمائل ترمذی میں ازج الحواجب سوابغ فی غیر قرن وارد ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ کی بھویں باریک و دراز تھیں مگر دونو آنکھوں کے درمیان باہم ملی ہوئی نہ تھیں۔ حدیث ام معبد میں ازج اقرن وارد ہے جس سے ظاہر ہے کہ دونو آنکھوں کے درمیان ملی ہوئی تھیں۔ دونوں میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص سرسری طور پر بغیر تامل وغور کے دیکھتا اُسے ملی ہوئی نظر آتی تھیں جیسا کہ ام معبد نے بیان کیا۔ مگر جو شخص غور سے دیکھتا وہ دونو میں فاصلہ پاتا جیسا کہ حدیث ترمذی میں آیا ہے پس آپ بحسب الظاہر اقرن تھے مگر فے الواقع ازج تھے۔ حاشیۃ الشیخ ابراہیم البیجوری علے الشمائل المحمدیہ۔ ٹلہ عربی میں جبین جانب پیشانی کو اور جبہۃ پیشانی کو کہتے ہیں پس جبہۃ ہر دو جبین کے درمیان ہوتا ہے۔ فافہم ٹلہ مسلم میں حدیث جابر میں وكان مستديرا اور شمائل ترمذی میں حدیث علی میں كان فی الوجه تدویر

سَہْلُ الْخَدَّیْنِ یُرٰی فِیْ اَنْفِہٖ بَعْضُ اِحْدِیْدَابٍ
حَسَنُ الْعِرْنِیْنِ اَقْنَاہُ ○ بَعِیْدُ مَا بَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ
سَبْطُ الْکَفَّیْنِ ضَخْمُ الْکَرَادِیْسِ قَلِیْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ
کَثُّ اللِّحْیَۃِ عَظِیْمُ الرَّاْسِ شَعْرُہٗ اِلَی الشَّحْمَۃِ
الْاُذُنِیَّۃِ ○ وَبَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ قَدْ عَمَّہُ
النُّوْرُ وَعَلَاہُ ○ وَعَرَقُہٗ کَاللُّؤْلُؤِ وَعَرْفُہٗ
اَطْیَبُ مِنَ النَّفَحَاتِ الْمِسْکِیَّۃِ ○ وَیَتَکَفَّأُ فِیْ
مِشْیَتِہٖ کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ نَّ اَرْتَقَاہُ ○ وَ
کَانَ یُصَافِحُ الْمُصَافِحُ بِیَدِہِ الشَّرِیْفَۃِ ○ فَیَجِدُ
مِنْہَا سَائِرَ الْیَوْمِ رَائِحَۃً عَبْہَرِیَّۃً ○ وَ
یَضَعُہَا عَلٰی رَاْسِ الصَّبِیِّ فَیُعْرَفُ مَسُّہٗ
لَہٗ مِنْ بَیْنِ الصِّبْیَۃِ وَیُدْرَاہُ ○ یَتَلَأْلَأُ
وَجْہُہُ الشَّرِیْفُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ فِی اللَّیْلَۃِ
الْبَدْرِیَّۃِ ○ یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ
وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ وَلَا بَشَرٌ یَرَاہُ ○

عَطِّرِ اللّٰہُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْم
بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِّنْ صَلَاۃٍ وَّتَسْلِیْم

رخسار ہموار۔ ناک خوب صورت لمبی۔ درمیان میں ابھری[١]
نمایاں۔ دونو شانوں کے درمیان فراخ[٢]۔ دونو ہتھیلیاں کشادہ[٣]
ہڈیوں کے جوڑ موٹے[۴]۔ ایڑیاں کم گوشت۔ ڈاڑھی گھنی۔ سر
بڑا۔ سر کے بال کانوں کی لو تک۔ دونو شانوں کے درمیان
مہر نبوت جسے نور نے گھیرا ہوا تھا۔ آپ کا پسینہ موتی کی مانند۔ اور
آپ کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار چلتے وقت آپ جھکتے[۵]
تھے (آگے کو) گویا کہ آپ اس اونچی جگہ سے نیچے آتے ہیں جس پر
چڑھے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس شخص سے اپنے
ہاتھ سے مصافحہ کرتے۔ وہ تمام دن آپ کے دست مبارک
کی گل کلفا کی سی خوشبو پاتا تھا۔ آپ اپنا دست مبارک جس
بچے کے سر پر رکھتے تھے۔ آپ کا اس سر کو چھونا بچوں میں سے
پہچانا جاتا تھا۔ اور معلوم کیا جاتا تھا۔ آپ کا چہرہ مبارک اس
طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند[٦]۔ آپ کا وصف
کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے
دیکھا نہ آپ کے بعد۔ اور نہ کوئی انسان آپ کا مثل دیکھیگا

الٰہی معطر درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٣) وارد ہے۔ اس استدارت و تدویر سے یہ مراد نہیں کہ آپ کا چہرہ پورا گول تھا۔ کیونکہ اسی حدیث علی میں
لابالمکلثم آیا ہے جس کے معنے ہیں کہ آپ گول چہرے والے نہ تھے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ کے چہرے میں کسقدر گولائی تھی۔ پیشانی کے
بشکل ہلال ہونے سے بھی یہی مراد ہے یعنی پیشانی نہ تو بہت دراز تھی اور نہ بہت گول۔ بلکہ دونو کے بین بین تھی۔ وخیر الامور اوسطہا
[١] جس ابرو کی ناک میں یہ وصف ہو اسے عربی میں اقنے کہتے ہیں جس کی مونث قنواء ہے۔ عجاج شاعر ایک عورت کے وصف میں لکھتا ہے۔
ازمان ابدت واضحا مفلجا۔ اغر براقا وطرفا ابرجا۔ ومقلۃ وحاجبا مزججا۔ وفاحما ومرسنا مسرجا
ان دو شعروں میں دانتوں کی کشادگی۔ آنکھوں کی سیاہی۔ ابرو کی درازی و باریکی اور وسط بینی کا ابھار سب مذکور ہیں جو اوصاف

ممدوح میں سے ہیں۔ مگر ہمارے آقائے نامدار تو اس شعر کے مصداق ہیں ؎ ہر چہ بتاز نمزان دلبران ۔ جملہ ترا ہست بوزیادت بر آں۔ اللہم صل وسلم و بارک علیہ

؎ دونوں شانوں کے درمیان کی فراخی مستلزم ہے۔ سینہ کی کشادگی کو جو علامت نجابت ہے۔

؎ سبط الکفین۔ سبط الیدین۔ سبط البنان ان سب کنایہ ہے کرم سے۔ اس کی نقیض جعد الکف ہے جو کنایہ ہے بخل سے۔ فافہم۔

؎ ہڈیوں کے جوڑوں کا موٹا ہونا دلالت کرتا ہے ممدوح کی قوت باطنیہ کے کمال پر ۱۲

؎ یعنی قدم خوب جما کر چلتے تھے جیسا کہ اہل ہمت وشجاعت کا قاعدہ ہے ۱۲

؎ عن جابر بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر وعلیہ حلۃ حمراء فاذا ھو احسن عندی من القمر رواہ الترمذی والدارمی ۔ ترجمہ۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا پس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنے لگا۔ پس ناگاہ آپ میرے نزدیک چاند سے خوب صورت تھے۔ اسے ترمذی و دارمی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب اسماء النبی وصفاتہ)

؎ شمائل ترمذی میں بروایت ابراہیم بن محمد وارد ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کیا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے۔ لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الممغط ولا بالقصیر المتردد الخ۔ چند اوصاف بیان کرکے اخیر میں فرماتے تھے یقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ یعنی آپ کے محاسن صوری و باطنی کا وصف کرنے والا بطریق اجمال کہتا ہے کہ آپ کا مثل نہ میں نے آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد دیکھا اور نہ مجھے معلوم ہے۔ وصف کرنے والے سے مراد یا تو خاص حضرت علی ہیں یا اس سے عام جو چاہے کہ آنحضرت کا وصف بیان کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی وصف کرنے والا حضور کے محاسن کو پورے طور پر بالتفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ عاجز آکر اسے یونہی کہنا پڑتا ہے۔

لم یخلق الرحمٰن مثل محمد	ابدا وعلمی انہ لا یخلق
نہیں پیدا کیا رحمٰن نے مثل محمدؐ کا	کبھی اور مجھے علم ہے کہ وہ پیدا نہ کرے گا

وَكَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ الْحَيَآءِ
وَالتَّوَاضُعِ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَرْقَعُ ثَوْبَهُ وَ
يَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَسِيرُ فِي خِدْمَةِ أَهْلِهِ بِسِيرَةٍ
سَرِيَّةٍ ○ وَيُحِبُّ الْفُقَرَآءَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ
مَعَهُمْ وَيَعُودُ مَرْضَاهُمْ وَيُشَيِّعُ جَنَائِزَهُمْ وَلَا
يَحْقِرُ فَقِيرًا أَدْقَعَهُ الْفَقْرُ وَأَشْوَاهُ ○ وَيَقْبَلُ
الْمَعْذِرَةَ وَلَا يُقَابِلُ أَحَدًا بِمَا يَكْرَهُ وَيَمْشِي
مَعَ الْأَرْمَلَةِ وَذِي الْعُبُودِيَّةِ وَلَا يَهَابُ
الْمُلُوكَ وَيَغْضَبُ لِلّٰهِ تَعَالَى وَيَرْضَى لِرِضَاهُ ○
وَيَمْشِي خَلْفَ أَصْحَابِهِ وَيَقُولُ خَلُّوا ظَهْرِي لِلْمَلَآئِكَةِ
الرُّوحَانِيَّةِ ○ وَيَرْكَبُ الْبَعِيرَ وَالْفَرَسَ وَالْبَغْلَةَ
وَحِمَارًا بَعْضُ الْمُلُوكِ إِلَيْهِ أَهْدَاهُ ○ وَيَعْصِبُ
عَلَى بَطْنِهِ الْحَجَرَ مِنَ الْجُوعِ وَقَدْ أُوتِيَ مَفَاتِيحَ الْخَزَائِنِ
الْأَرْضِيَّةِ ○ وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ بِأَنْ تَكُونَ لَهُ
ذَهَبًا فَأَبَاهُ ○ وَكَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِلُّ
اللَّغْوَ وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَهُ بِالسَّلَامِ وَيُطِيلُ الصَّلٰوةَ
وَيُقَصِّرُ الْخُطَبَ الْجُمُعِيَّةَ ○ وَيَتَأَلَّفُ أَهْلَ الشَّرَفِ وَ
يُكْرِمُ أَهْلَ الْفَضْلِ وَيَمْزَحُ وَلَا يَقُولُ إِلَّا حَقًّا يُحِبُّهُ اللهُ
تَعَالَى وَيَرْضَاهُ ○ وَهٰهُنَا وَقَفَ بِنَا جَوَادُ الْمَقَالِ
عَنِ الْإِطْرَادِ فِي الْحَلْبَةِ الْبَيَانِيَّةِ ○

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بڑے حیا اور تواضع والے
تھے۔ اپنا جوتا آپ گانٹھ لیتے تھے۔ اپنے کپڑے میں
پیوند لگا لیتے تھے۔ اپنی بکری دوہ لیتے تھے۔ اپنے اہل
کی خدمت میں اچھی روش سے چلتے تھے۔ فقیروں اور
مسکینوں سے محبت رکھتے تھے۔ انکے ساتھ بیٹھتے اور
انکے مریضوں کی بیمار پرسی کیا کرتے تھے۔ انکے جنازوں
کے پیچھے چلتے تھے۔ اور اس فقیر کو حقیر نہ جانتے
تھے۔ جس کو محتاجی نے خوار کر ڈالا ہو اور ضعیف
کر دیا ہو۔ آپ عذر قبول فرماتے تھے۔ کسی (مسلمان) سے
ایسے امر کے ساتھ پیش نہ آتے تھے جو اسے ناپسند آئے
آپ رانڈوں اور غلاموں کے ساتھ چلتے تھے۔ اور بادشاہوں
سے نہ ڈرتے تھے۔ آپ اللہ کے لئے غصے ہوتے تھے۔ اور
اللہ کی خوشنودی کے لئے خوش ہوتے تھے۔ آپ اپنے
اصحاب کے پیچھے چلتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا پس پشت روحانی
فرشتوں کے لئے چھوڑ دو۔ آپ اونٹ گھوڑے خچر اور درازگوش
پر سوار ہوتے تھے جو بعض بادشاہوں نے بطور نذر آپ کو بھیجے تھے۔
بھوک کی شدت سے آپ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ آنکہ زمین
کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور پہاڑوں نے چاہا کہ آپکے لئے سونا
بنجائیں۔ مگر آپ نے اسے انکار کر دیا۔ آنحضرت صلعم بیہودہ گوئی نہ کرتے
تھے جس سے ملتے پہلے آپ سلام کرتے۔ نماز کو دراز اور جمعہ کو خطبہ کو چھوٹا
کرتے تھے۔ بزرگوں سے الفت رکھتے تھے اور اہل فضل کا اکرام کرتے تھے۔

ع۱ عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان عنده رجل به
اثر صفرة قال وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يكاد يواجه احدا بشيء يكرهه

فلما قام قال للقوم لو قلتم له یدع هذه الصفرة - ترجمہ - انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد تھا جس پر زعفران کی زردی کا بقیہ تھا - انس نے کہا - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریب نہ تھا کہ کسی سے ایسی چیز کے ساتھ پیش آئیں جس کو وہ برا جانتا ہو - پس جب وہ مرد اٹھ گیا - تو آپ نے حاضرین سے فرمایا - کاش تم اُسے کہہ دیتے کہ اِس زردی کو چھوڑ دے انتہے - شمائل ترمذی - اہل ایمان کے ساتھ آپ کا عموماً یہی سلوک تھا بخلاف کفار کے کیونکہ اُنکے ساتھ تشدد کا حکم منجانب الٰہی تھا -

سلہ نسائی میں بروایت عبداللہ بن ابی اوفیٰ یوں وارد ہے ولا یانف ان یمشی مع الارملة والمسکین فیقضی له الحاجة یعنی آپ عار نہ کرتے تھے کہ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلیں پس اُس کی حاجت پوری کر دیں -

سلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے سات تھے - جن میں سے تین بطور ہدیہ آئے تھے - اول لحیف ہدیہ فروہ بن عمرو الجذامی حاکم فلسطین - دوم لزاز ہدیہ مقوقس والئی مصر - سوم وردہ ہدیہ تمیم الداری جسے آپ نے حضرت عمرؓ کو ہدیہ کر دیا تھا - آپ کی چھ خچریں تھیں جو سب کی سب بطور نذرانہ آئی تھیں - اول دلدل ہدیہ مقوقس والی مصر - دوم فضہ ہدیہ فروہ بن عمرو الجذامی جسے آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو ہدیہ کر دیا تھا - سوم ہدیہ حاکم ایلہ - چہارم ہدیہ حاکم دومۃ الجندل - پنجم ہدیہ نجاشی - ششم ہدیہ کسریٰ آپ کے دو دراز گوش تھے - بعض نے چار لکھے ہیں جن میں سے تین بطور ہدیہ آئے تھے - اول عفیر ہدیہ مقوقس والی مصر - دوم یعفور ہدیہ فروہ بن عمرو الجذامی جو حضور کی وفات حسرت آیات کے دن بیقراری میں کنوئیں میں گر کر مر گیا - سوم ہدیہ سعد بن عبادہ - دیکھو زاد المعاد اور سیرت حلبیہ -

سلہ بخاری میں بروایت جابر آیا ہے کہ غزوہ خندق کے روز جب صحابہ خندق کھود رہے تھے تو ایسا سخت ٹکڑا آیا کہ کسی سے نہ کھودا گیا - آنحضرت سے عرض کی گئی - تو آپ اٹھے اور آپ کے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا - شمائل ترمذی میں حدیث ابی طلحہ میں آیا ہے کہ ہمنے جناب رسالتمآب سے بھوک کی شکایت کی اور ہر ایک نے پیٹ پر سے کپڑا اوٹھا کر ایک ایک پتھر باندھا ہوا دکھایا - اس پر حضور نے اپنے پیٹ پر دو پتھر بندھے دکھائے -

شہ شرح السنہ میں ہے - عن عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشة لو شئت لسارت معی جبال الذهب الحدیث (مشکوۃ - باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم) ترجمہ - حضرت عائشہؓ سے روایت ہے - کہا - فرمایا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے - اے عائشہ - اگر میں چاہتا - تو البتہ میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے الحدیث

شہ عن عمار قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطیلوا الصلوة واقصروا الخطبة فان من البیان سحرا انتہی (مشکوۃ - باب الخطبة والصلوۃ) ترجمہ - عمار سے روایت ہے - کہا کہ میں نے

وَبَلَغَ ظَاعِنُ الْإِمْلَاءِ فِي فَدَافِدِ
الْإِيضَاحِ مُنْتَهَاهُ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمِ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمٍ
اَللّٰهُمَّ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالْعَطِيَّةِ ○
يَا مَنْ إِذَا رُفِعَتْ إِلَيْهِ أَكُفُّ الْعَبْدِ
كَفَاهُ ○ يَا مَنْ تَنَزَّهَ فِي ذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ
الْأَحَدِيَّةِ ○ عَنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ فِيهَا
نَظَائِرُ وَأَشْبَاهُ ○ وَيَا مَنْ تَفَرَّدَ
بِالْبَقَاءِ وَالْقِدَمِ وَالْأَزَلِيَّةِ ○
يَا مَنْ لَا يُرْجَى غَيْرُهُ وَلَا يُعَوَّلُ
عَلَى سِوَاهُ ○ يَا مَنِ اسْتَنَدَ الْأَنَامُ
إِلَى قُدْرَتِهِ الْقَيُّومِيَّةِ ○

اور نہیں کہتے تھے گر سچی بات جسے اللہ تمہارے دوست رکھے اور
پسند کرے یہاں ہمارے کلام کا عمدہ گھوڑا ہمارے ساتھ بیان
کے میدان میں چلنے سے ٹھیر گیا۔ اور لکھنے کا مسافر ایضاح
مطالب کی ہموار زمینوں میں اپنی نہایت کو پہونچگیا۔
الٰہی بعطر درود سلام معطر بکن قبر خیر الانام
اے اللہ۔ اے عطیہ کے ساتھ اپنے دونو ہاتھ پھیلانیوالے[1]۔ اے
وہ کہ جب اُس کیطرف بندے کے ہاتھ اٹھنے جاویں۔ تو اُسے
کافی ہو۔ اے وہ کہ اپنی ذات و صفاتِ احدیت میں پاک ہے
اس سے کہ اُنہیں کوئی اسکا مثل و نظیر ہو۔ اے وہ کہ باقی
رہنے اور قدیم و ازلی ہونے میں یگانہ ہے۔ اے وہ کہ بجز اسکے
کسی اور سے امید نہیں کی جاتی اور اُس کے سوا کسی اور
پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اے وہ کہ ساری خلقت اُس کی قدرت
قیومیہ[2] سے قائم ہے۔

[1] کسی چیز کے ساتھ ہاتھ پھیلانا اُس چیز کے عطا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اے وہ ذات جس نے اپنے
بندوں پر انعام و بخشش کے لئے اپنے دونو ہاتھ پھیلا رکھے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ
یعنی اللہ کے دونو ہاتھ بذل و عطا کے لئے کشادہ ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کا ایک نام باسط ہے۔

[2] اللہ کا ایک نام قیوم ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ قائم بذات خود و قائم دارندہ غیر خود را۔ جملہ موجودات کا وجود و بقا اُسی ہی
کی قیومیت سے ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ
(پ ۱۶۔ طٰہٰ۔ رکوع ۲) أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ (پ ۱۳۔ رعد۔ رکوع ۴)

وَاَرْشَدَ بِفَضْلِهٖ مَنِ اسْتَرْشَدَہٗ وَاسْتَھْدَاہُ
نَسْئَلُكَ اللّٰھُمَّ بِالْاَنْوَارِكَ الْقُدْسِیَّةِ ○
اَلَّتِیْ اَزَاحَتْ مِنْ ظُلُمَاتِ الشَّكِّ دُجَاہُ ○
وَنَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِشَرَفِ الذَّاتِ الْمُحَمَّدِیَّةِ ○
وَمَنْ ھُوَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ بِصُوْرَتِهٖ
وَاَوَّلُھُمْ بِمَعْنَاہُ ○

اور اپنے فضل سے اُس بندے کو ہدایت کرتا ہے جو اُس سے سیدھی راہ اور ہدایت مانگتا ہے۔ یا اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں بوسیلہ تیرے پاک انوار کے جن سے شک کے اندھیروں کی تاریکیاں دور ہو گئیں اور ہم تیری طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ساتھ بزرگی ذات محمدیہ کے۔ جو کہ ظاہر میں سب نبیوں سے اخیر اور حقیقت میں اُن سب سے پہلے ہیں۔

لے ترمذی میں حدیث ابی ہریرہ میں ہے۔ قالوا یا رسول متی وجبت لك النبوة قال و اٰدم بین الروح والجسد (صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی آپ نے فرمایا کہ جبکہ آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یعنی میں اُس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا) دوسری حدیث میں جسے شرح السنہ میں روایت کیا ہے یوں وارد ہے انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ (تحقیق میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا گیا ہوں حالانکہ آدم اپنی گِل و سرشت میں زمین پر پڑے تھے) اس حدیث کے تحت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں یوں لکھا ہے۔ اینجا بگویند کہ او بسبق نبوت آنحضرت چہ مراد است۔ اگر علم و تقدیر الٰہی ست نبوت ہمہ انبیاء را شامل است واگر بالفعل است آں خود در دنیا خواہد بود۔ جوابش آنست کہ مراد اظہار نبوت اوست صلے اللہ علیہ وسلم پیش از وجود عنصری وے در ملائکہ وارواح چنانکہ وارد شدہ است کتابت اسم شریف او بر عرش و آسمانہا و قصور بہشت و غرفہ ہائے آں و بر سینہ ہائے حور العین و برگہائے درختان جنت و درخت طوبےٰ و ابروہا و چشمہائے فرشتگان و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ روح شریف وے صلے اللہ علیہ وسلم نبی بود در عالم ارواح و تربیت ارواح مے کرد چنانکہ دریں عالم بجسد شریف مربی اجساد بود و بہ تحقیق ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد واللہ اعلم انتہےٰ۔ عارف نے الواقع بڑے مطلب کی بات کہی ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے۔ وقال السبکی ھو مرسل الی کل من تقدم من الامم وغیرہ۔ قال فجمیع الانبیاء وامھم کلھم من امتہ۔ ومشمولون برسالتہ ونبوتہ۔ ولذلك یاتی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ۔ فجمیع الشرائع

التی جاءت بها الانبیاء شرائعہ ومنسوبۃ الیہ۔ فھو نبی الانبیاء وماجاؤا بہ الی اممہم احکامہ فی الازمنۃ المتقدمۃ علیہ۔ ھٰکذا قررہ ذلك الامام الحبر الذی لاتکاد تسمع الاعصار لہ بنظیر۔ وافردلہ تالیفا مستقلاً حقہ ان یرقم علی السندس بالنضیر۔ ویوافقہ من النظم النضیری۔ قول الشرف البوصیری

وکل ای اتی الرسل الکرام بھا … فانما اتصلت من نورہ بہم

فانہ شمس فضل ھم کواکبھا … یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

وکلھم من رسول اللہ ملتمس … غرفا من البحر او رشفا من الدیم

وواقفون لدیہ عند حدھم … من نقطۃ العلم ومن شکلۃ الحکم

ترجمہ

ترجمہ امام سبکی رح نے کہا کہ آنحضرت تمام گزشتہ امتوں کی طرف مرسل ہیں۔ پس تمام انبیا اور ان کی امتیں سب آپ کی امت ہیں اور آپ کی رسالت و نبوت میں شامل ہیں۔ اسیواسطے اخیر زمانے میں حضرت عیسےٰ ؑ آپ کی شریعت پر آئینگے پس تمام شریعتیں جو انبیا لائے وہ آپ کی شریعتیں ہیں اور آپ کیطرف منسوب ہیں۔ پس آپ نبیوں کے نبی ہیں۔ اور انبیا جو کچھ اپنی امتوں کیطرف لائے وہ آپسے پہلے زمانوں میں آپ کے احکام ہیں۔ اسطرح قرار دیا ہے اس کو اس عالم امام نے کہ جس کی نظیر زمانے نہ سنینگے۔ اور امام موصوف نے اِس مضمون پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسکا حق یہ ہے کہ بیش قیمت دیبا پر سونے کے ساتھ لکھی جائے۔ اور اِسی کے موافق ہے سنہری نظم سے امام شرف الدین بوصیری رح کا یہ قول۔ (ترجمہ اشعار)

تمام آیات و معجزات جو بزرگ رسول لائے … وہ صرف آپکے نور سے انکو پہونچے

کیونکہ آپ فضل کے آفتاب ہیں اور وہ اُس آفتاب کے ستارے ہیں … جو لوگوں کے لئے تاریکیوں میں اسکے انوار کو ظاہر کرتے ہیں

اور سب انبیاء رسول اللہ کے سمندر سے چلو سے پانی پینے والے ہیں … یا آپ کی بارشوں سے منہ سے پینے والے ہیں

اور سب آپکے پاس ٹھیرنے والے ہیں اپنی حد پر … جو کہ آپکے علم کا ایک نقطہ یا آپ کی حکمتوں کی ایک شکل ہے

(انتہٰی والتفسیر بر صفحہ)

علامہ ابن حجر ہیتمی نے شرح ہمزیہ میں لکھا ہے کہ وآدم بین الروح والجسد سے مراد تقدیر الٰہی نہیں کیونکہ آپکے سوا اور انبیا بھی ایسے ہی ہیں بلکہ مقصود اس سے اشارہ کرنا ہے اِس امر کیطرف کہ آپ کی روح عالی کے لئے وصف نبوت عالم ارواح میں ثابت تھا جو دوسرے انبیا کے لئے نہ تھا۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ روحیں دو ہزار برس اجسام سے پہلے پیدا کی گئیں۔ اسی حقیقت کی تائید قرآن مجید کی آیہ ذیل سے ہوتی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور جس وقت لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا۔ البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے۔ پھر آوے تمہارے پاس رسول تصدیق کرنے والا اُس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے۔ البتہ ایمان لائیو ساتھ اُس کے اور البتہ مدد دیناُ اسکو۔ کہا کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اوپر اس کے بھاری عہد میرا۔ کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ کہا۔ پس شاہد ہو تم۔ اور میں ساتھ تمہارے شاہدوں سے ہوں۔ پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اسکے۔ پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق انتہے۔ امام سبکی ؒ نے کہا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ اگر انبیا اور اُنکی امتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پاویں۔ تو آپ اُنکی طرف مرسل ہیں۔ پس آپ کی نبوت و رسالت عام ہے تمام خلقت یعنے انبیا اور اُنکی امتوں کو آدم ؑ کے زمانے سے لیکر قیامت تک۔ اور اس صورت میں وہ آپکے قول وارسلت للناس کافۃ میں داخل ہیں۔ اور انبیا سے اس عہد کے لینے کی حکمت اُنکو اور اُنکی امتوں کو جتانا ہے کہ آنحضرت اُنسے پہلے ہیں اور اُنکے نبی اور رسول ہیں۔ یہ امر دنیا میں یوں ظاہر ہوا کہ شب معراج میں آپ اُن کے امام بنے۔ اور آخرت میں یوں ظاہر ہوگا کہ وہ سب آپ کے جھنڈے تلے ہونگے۔ بلکہ اخیر زمانے میں بھی یوں ظاہر ہوگا کہ حضرت عیسےٰ آسمان سے اتر کر شریعت محمدی کے ساتھ حکم لگائیں گے اور اپنی شریعت کے ساتھ فیصلہ نہ کریں گے۔ انتہے۔

وَبِآلِهٖ كَوَاكِبِ اَمْنِ الْبَرِيَّةِ ○ وَسَفِينَةِ السَّلَامَةِ
وَالنَّجَاةِ ○ وَبِاَصْحَابِهٖ اُولِي الْهِدَايَةِ وَالْاَفْضَلِيَّةِ
الَّذِيْنَ بَذَلُوْا نُفُوْسَهُمْ لِلّٰهِ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ ○
وَبِحَمَلَةِ شَرِيْعَتِهٖ اُولِي الْمَنَاقِبِ وَالْخُصُوْصِيَّةِ ○
الَّذِيْنَ اسْتَبْشَرُوْا بِنِعْمَةٍ وَّفَضْلٍ مِّنَ اللّٰهِ ○
اَنْ تُوَفِّقَنَا فِي الْاَقْوَالِ وَالْاَعْمَالِ لِاِخْلَاصِ
النِّيَّةِ ○ وَتُنْجِحَ لِكُلٍّ مِّنَ الْحَاضِرِيْنَ مَطْلَبَهٗ وَ
مُنَاهُ ○ وَتُخَلِّصَنَا مِنْ اَسْرِ الشَّهَوَاتِ وَالْاَدْوَاءِ
الْقَلْبِيَّةِ ○ وَتُحَقِّقَ لَنَا مِنَ الْاٰمَالِ مَا بِكَ ظَنَنَّاهُ ○
وَتَكْفِيَنَا كُلَّ مُدْلَهِمَّةٍ وَّبَلِيَّةٍ ○ وَلَا تَجْعَلَنَا
مِمَّنْ اَهْوَاهُ هَوَاهُ ○ وَتُدْنِيَ لَنَا مِنْ حُسْنِ الْيَقِيْنِ
قُطُوْفًا دَانِيَةً جَنِيَّةً ○ وَتَمْحُوَ عَنَّا كُلَّ ذَنْبٍ
جَنَيْنَاهُ ○ وَتَسْتُرَ لِكُلٍّ مِّنَّا عَيْبَهٗ وَعَجْزَهٗ وَ
حَصَرَهٗ وَعِيَّهٗ ○ وَتُسَهِّلَ لَنَا مِنْ صَالِحِ الْاَعْمَالِ
مَا عَزَّ ذَرَاهُ ○ وَتَعُمَّ جَمْعَنَا هٰذَا مِنْ خَزَائِنِ مِنَحِكَ
السَّنِيَّةِ ○ بِرَحْمَةٍ وَّمَغْفِرَةٍ وَّتُدِيْمَ عَمَّنْ سِوَاكَ
غِنَاهُ ○ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِ الرَّوْعَاتِ وَاَصْلِحِ الرُّعَاةَ وَالرَّعِيَّةَ ○

اور ساتھ آپ کی آل کے جو خلقت کے امن کے ستارے
اور سلامتی اور نجات کی کشتی ہیں۔ اور ساتھ آپ کے اصحاب کے
جو ہدایت والے اور افضل ہیں کہ جنہوں نے فضل الٰہی کی طلب
میں اپنی جانیں ذکر اللہ کیواسطے خرچ کر دیا۔ اور ساتھ آپ کی
شریعت کے حاملین خوبیوں اور خصوصیت والوں کے جو
اللہ کے فضل و نعمت سے خوش ہوئے۔ کہ تو ہمیں اقوال
و اعمال میں خلوص نیت کی توفیق دے اور حاضرین مجلس میں
سے ہر ایک کی مرادیں پوری کرے۔ اور ہمکو شہوتوں کی قید
اور باطنی بیماریوں سے نجات دے۔ اور ہماری وہ امیدیں
ظہور میں لاوے جنکا ہمنے تجھ پر گمان کیا ہے۔ اور ہمکو ہر ایک سختی
اور بلا سے بچاوے۔ اور ہم کو ایسے لوگوں سے نہ کرے کہ جنہیں
انکی نفسانی خواہش نے اٹھا کر دے مارا ہے۔ اور حسن یقین کے
تازے قریب خوشے ہمارے ساتھ نزدیک کرے۔ اور ہر گناہ جو
ہمنے کیا ہے اسے مٹا دے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کا عیب و کوتاہی
اور تنگی اور ماندگی معاف کر دے۔ اور ہمارے واسطے وہ نیک
اعمال آسان کر دے کہ جنکی چوٹیاں دشوار ہیں۔ اور ہماری اس
جماعت کو اپنی بڑی بخششوں کے خزانوں سے رحمت و مغفرت
کے ساتھ گھیرے۔ اور ہم کو ہمیشہ کے لئے اپنے سوا غیر سے بے نیاز
کر دے۔ یا اللہ ہمیں خوفوں سے امن میں رکھ۔ اور نگہبانوں اور رعیت
کو نیک بنا دے۔

لہ خلاصہ دعا یہ ہوا کہ یا الٰہی ہم تیرے نبی اللہ پاک کے انوار کو اور تیرے حبیب کے بزرگ مرتبے کو اور آپ کی آل و اصحاب و حاملین شریعت کو اپنا وسیلہ بنا کر تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تو قول و فعل میں ہمیں خلوص نیت کی توفیق دے۔

لہ اہوا کے معنے ہیں ہوا میں اٹھا کر دے مارنا۔ قرآن مجید میں ہے۔ والمؤتفکۃ اہوی۔ کتاب المفردات للراغب الاصفہانی۔

وَاعْظِمِ الْاَجْرَ لِمَنْ جَعَلَ هٰذَا الْخَيْرَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ
وَاَجْرَاهُ○ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ وَسَائِرَ بِلَادِ
الْاِسْلَامِ مِنْهُ رَخِيَّةً○ وَاسْقِنَا غَيْثًا يَعُمُّ انْسِيَابُ
سَيْبِهِ السَّبْسَبَ وَرُبَاهُ○ وَاغْفِرْ لِنَاسِجِ هٰذِهِ
الْبُرُوْدِ الْمُحَبَّرَةِ الْمَوْلِدِيَّةِ سَيِّدِنَا جَعْفَرَ مَنْ اِلَى
الْبَرْزَنْجِيِّ نِسْبَتُهُ وَمُنْتَمَاهُ○ وَحَقِّقْ لَهُ الْفَوْزَ بِقُرْبِكَ
وَالرَّجَاءَ وَالْاُمْنِيَّةَ○ وَاجْعَلْ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ مَقِيْلَهُ
وَسُكْنَاهُ○ وَاسْتُرْ لَهُ عَيْبَهُ وَعَجْزَهُ وَحَصَرَهُ
وَعِيَّهُ○ وَلِكَاتِبِهَا وَقَارِئِهَا وَمَنْ اَصَاخَ اِلَيْهَا
سَمْعَهُ وَاَصْغَاهُ○ وَصَلِّ اللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى اَوَّلِ قَابِلٍ
لِلتَّجَلِّيْ مِنَ الْحَقِيْقَةِ الْكُلِّيَّةِ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَمَنْ نَصَرَهُ وَوَالَاهُ○ مَا شُنِّفَتِ
الْاٰذَانُ مِنْ وَصْفِهِ الدُّرِّيِّ بِاَقْرَاطٍ
جَوْهَرِيَّةٍ○ وَتَحَلَّتْ صُدُوْرُ الْمَحَافِلِ الْمُنِيْفَةِ
بِعُقُوْدِ حُلَاهُ○ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَتَمُّ التَّسْلِيْمِ
عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ وَ
الْمُرْسَلِيْنَ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ○
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اور اس شخص کو بڑا ثواب دے جس نے آج کے دن یہ نیک[1]
کام کیا اور اسے جاری کیا۔ یا اللہ اس شہر کو اور اسلام
کے باقی تمام شہروں کو امن اور رزق و معیشت کی فراخی
میں کر دے۔ اور مینہ ایسا مینہ برسا کہ جس کی سخاوت کا بہنا
میدان اور ٹیلوں کو شامل ہو۔ اور اس مولود کی منقش
چادروں کے بننے والے سید جعفر کو جس کی نسبت برزنجی
کی طرف ہے بخش دے۔ اور اس کے لیے اپنے قرب میں
پہنچنا اور امید و آرزو میں کامیاب ہونا ثابت کر دے۔
اور اس کی خواب گاہ و سکونت مقربین درگاہ کے ساتھ
کر دے۔ اور اس کے عیب کوتاہی اور اس کی کلام کی تنگی
و درماندگی پر پردہ ڈال دے۔ اور بخش دے[2] اس مولود کے لکھنے
والے اور پڑھنے والے کو اور اس کو جو اس کی طرف کان لگائے
اور سنے۔ یا اللہ درود و سلام بھیج اس نبی پر جو سب سے پہلے
حقیقت کلیہ سے تجلی کے قبول کرنے والا ہو۔ اور ان کے اہل
و اصحاب پر اور ان پر جنہوں نے آپ کی مدد کی اور آپ سے دوستی
رکھی۔ جب تک کان آپ کے روشن وصف کے مرصع گوشوارے
پہنیں۔ اور مجالس شریف کی پیشگاہیں آپ کے وصف کے زیورات
کے ہاروں سے جلوہ گر ہوں۔ اور افضل درود اور اکمل تسلیم ہمارے سردار
اور ہمارے آقا محمد خاتم انبیاء و مرسلین پر اور آپ کی آل و تمام اصحاب
پر ہو۔ پاک ہے تیرا پروردگار عزت والا ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں۔ اور سلام
ہو رسولوں پر اور ستائش اللہ کو جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

یا ارحم الراحمین [3] یعنی جب تک کہ لوگ آپ کے وصف کو سنتے رہیں اور مجالس میں آپ کا وصف بیان ہوتا رہے۔ چونکہ یہ امر تا قیامت ہوتا رہے گا۔ اس لئے مطلب یہ ہوا کہ یا اللہ اپنے حبیب پاک اور ان کی آل و اصحاب و انصار پر تا قیامت درود و سلام بھیج۔

حاشیہ صفحہ ۷۲: [1] عجز کے معنے ہیں عاجزی کوتاہی و ترک واجب۔ حصر کے معنے بستہ شدن سخن و تنگدل شدن۔ عی کے معنے درماندگی در کلام و جہالت۔ یہ سب معنے یہاں چسپاں ہو سکتے ہیں۔ بظاہر عیب و عجز افعال میں اور حصر و عی اقوال میں مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ [2] یعنے جن کا حاصل مشکل ہے۔ [3] نگہبانوں سے مراد حکام ہیں۔

حاشیہ صفحہ ۷۳: [1] نیک کام سے مراد مجلس مولود شریف ہے۔ [2] اور بخش دے اس مولود کے ترجمہ کرنے والے اور اشاعت کرنے والے کو جن کا